رجسٹرڈ ای پی نمبر ۸۶۱

بدر ہفت روزہ قادیان

ایڈیٹر:- برکات احمد راجیکی
اسسٹنٹ ایڈیٹر:- محمد حفیظ بقاپوری

شرح چندہ سالانہ چھ روپے فی پرچہ ۰۲/

ترسیل زر و انتظامی امور کے لئے خط و کتابت بنام مینیجر کریں (مینیجر)

تاریخ اشاعت:- ۷ - ۱۴ - ۲۱ - ۲۸ -

جلد (۱) | ۱۴ ماہ نبوت ۱۳۳۱ ہش ۲۵ صفر ۱۳۷۲ھ مطابق ۱۴ نومبر ۱۹۵۲ء | نمبر ۳۴

پیامِ مہجور

ازجناب قاضی محمد ظہور الدین صاحب اکمل

دور یہ دورِ مسیحائے زماں ہے ساقی
اس زمانے میں وہی جانِ جہاں ہے ساقی

ایک جنت میں نگاہوں میں لیا پھرتا ہوں
میری آنکھوں میں نہاں دارِ اماں ہے ساقی

یاد تڑپاتی ہے اُن اگلی بہاروں کی مجھے
ہر طرف چھائی ہوئی اب تو خزاں ہے ساقی

داستاں شوق کی اُلجھی ہے سُلجھتی ہی نہیں
بڑھ چلا سلسلۂ زلفِ بُتاں ہے ساقی

پہنچو فریاد کو یا عرضۂ طوفاں کردو
حالِ زار اپنا بہرحال عیاں ہے ساقی

خون بہے چشم سے لیکن ہو تبسم لب پر
کہ یہ منجملۂ آدابِ فغاں ہے ساقی

رہبری، رہنمائی ہے اسی کو زیبا
جس کے ہاتھوں میں اُمت کی عناں ہے ساقی

زندگی قوم میں کچھ کچھ جو نظر آتی ہے
یہ تو سب فیضِ مسیحائے زماں ہے ساقی

آج میخانے میں ہرچند ہے ارزانیٔ مے
کل نہیں پڑتی۔ وہ کل والی کہاں ہے ساقی

بدر ہو جائیگا اِک روز ہلالِ اسلام
اس کا شاہد ترا الہامی بیاں ہے ساقی

زندہ اکمل ہے بامیدِ نگاہِ الطاف
روح فرسا تری فرقت کا زماں ہے ساقی

بھائی عبدالرحمٰن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے رام آرٹ پریس امرتسر میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی

صحت کے متعلق تازہ اطلاع

ربوہ مبارکہ مورخہ ۱۱ر نومبر حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب ایم۔ اے مدظلہ العالی بذریعہ تار اطلاع فرماتے ہیں کہ:۔

"سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ کے پاؤں میں نقرس کی تکلیف ہے"

خدا تعالےٰ اپنے فضل وکرم سے حضرت اقدس ایدہ اللہ تعالےٰ کو صحت کاملہ وعاجلہ عطا فرمائے۔

قادیان کے درویش کیا کریں

حضرت اقدس خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے ارشادات

۱۔ "اب جو لوگ وہاں (قادیان) رہیں ان کو یہ سمجھ کر رہنا چاہیئے کہ انہوں نے مکی زندگی اور مسیح ناصری والی زندگی کا نمونہ دکھانا ہے" ....

۲۔ "اب نصیحت اور تبلیغ اور ضمیر کے سامنے اپیل کرنے سے کام لینا چاہیئے اور دعا اور گریہ وزاری اور انکساری سے کام لینا چاہیئے اور ظلم برداشت کر کے ظلم کو مٹانے کی کوشش کرنی چاہیئے" ....

۳۔ "ہمارے آدمیوں کو چاہیئے کہ وہ دعائیں کریں اور روزے رکھیں یہاں تک کہ خدا تعالےٰ کی طرف سے ان کو دعاؤں کی قبولیت اور الہام کی نعمت میسر آجائے"

۴۔ "قادیان کی آبادی تصوف کے اصول پر ہی قائم کی جا سکتی ہے اور تصوف کا اصول یہ ہے کہ کم گفتن وکم خوردن وکم خفتن۔ باتیں تھوڑی کی جائیں۔ کھانا تھوڑا کھایا جائے۔ سویا کم جائے۔ محنت زیادہ کی جائے۔ اور خدمتِ خلق زیادہ کی جائے ان چار اصولوں پر عمل کر کے گردنی کی فکر باقی نہیں رہتی لوگوں کی مخالفت کی روح ٹوٹ جاتی ہے۔ اور خدا کے فضل زیادہ سے زیادہ نازل ہونے لگتے ہیں۔

۵۔ "مقاماتِ مقدسہ کی حفاظت تبلیغ اور اس تمام علاقے کو اپنے ہاتھ میں رکھنے کی ذمہ داری ہوگی۔ جو اس وقت جماعت احمدیہ کے ہاتھ میں ہے"

۶۔ "تہجد کی عادت ہر شخص ڈالے.. وہاں رہنے والے ہفتہ میں ایک دو روزے ضرور رکھیں"

۷۔ "حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مزار پر جا کر اور مسجد مبارک میں بہت دعائیں کریں یاد رکھیں کہ دعاؤں اور برکتوں کی جگہ قادیان ہے۔ وہاں کے رہنے والے قادیان کی حفاظت کے علاوہ جماعت کی حفاظت کا کام بھی کریں گے۔ کیونکہ بیرونی جماعتوں کی حفاظت میں قادیان کے لوگوں کی دعائیں بہت کچھ کام دے سکتی ہیں"

۸۔ تمام دنیا میں احمدیہ لٹریچر کی حفاظت اور تبلیغ وہ اپنا کام سمجھے۔ بہر حال احمدیت کا بیج دنیا سے مٹ نہیں سکتا اور ہر مومن کا فرض ہے کہ اس بیج کو بڑھانے اور پھیلانے میں حصہ لے۔

۹۔ تم لوگ جن کو اس موقعہ پر قادیان میں رہنے کا موقعہ ملا ہے اگر نیکی اور تقویٰ اختیار کرو گے تو تاریخ احمدیت میں عزت کے ساتھ یاد کئے جاؤ گے اور آنیوالی نسلیں تمہارا نام ادب اور احترام سے لیں گی اور تمہارے لئے دعائیں کر سکیں گی اور تم وہ کچھ پاؤ گے جو دوسروں نے نہیں پایا"

۱۰۔ اپنی آنکھیں نیچی رکھو لیکن اپنی نگاہ آسمان کی طرف بلند کرو فلنولینک قبلۃ ترضھا۔

(طالب دعا محمد اسمٰعیل وکیل یادگیر)

خاندان سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام میں ایک نہایت پُر مسرت تقریب!

ربوہ مبارکہ سے اطلاع موصول ہوئی ہے کہ مورخہ ۳ نومبر کو صاحبزادی امۃ اللطیف بیگم صاحبہ سلمہا اللہ تعالےٰ بنت حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم۔ اے مدظلہ العالی کے رخصتانہ کی تقریب عمل میں آئی۔ صاحبزادی صاحبہ کی شادی صاحبزادہ میر محمد احمد صاحب سلمہ اللہ تعالےٰ ابن حضرت ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہوئی ہے

احباب اس مبارک رشتہ کے ہر طرح بابرکت اور مثمر ثمرات حسنہ ہونے کے لئے خاص طور پر دعا فرمائیں۔

ادارہ کی طرف سے اس موقعہ پر سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ۔ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب مدظلہ العالی۔ حضرت سیدہ ام مظفر احمد صاحبہ۔ حضرت والدہ ماجدہ میر محمد احمد صاحب سلمہ اللہ تعالےٰ اور خاندان سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دوسرے افراد کی خدمت میں ہدیۂ مبارکباد پیش ہے۔

اعلان نکاح

مورخہ ۶/۱۱/۵۲ کو مولوی محمد حفیظ صاحب فاضل نے چوہدری غلام رسول صاحب ولد چوہدری شاہ محمد صاحب درویش قادیان کا نکاح محترمہ آمنہ خاتون صاحبہ بنت قریشی احمد حسین صاحب ساکن بریلی کے ساتھ بعوض ایک ہزار روپیہ مہر بعد نماز عصر مسجد مبارک میں پڑھا۔ خدا تعالےٰ اس رشتہ کو جانبین کے لئے بابرکت بنائے آمین۔

(خاکسار منظور احمد چیمہ کارکن دفتر مینیجر بدر قادیان)

درخواستہائے دعا

(۱) میں نے بوجہ ٹی۔بی گلے کا اپریشن کروایا ہے۔ احباب کرام میری کامل شفایابی کے لئے دردِ دل سے دعا فرمادیں"

عبد العزیز از حافظ آباد

(۲) خاکسار کی صحت عموماً خراب رہتی ہے اور کئی ایک مالی مشکلات کا سامنا ہے احباب جماعت ودرویشان کرام کی خدمت میں دردِ دل سے دعا کی درخواست ہے نیز خاکسار کے والدین اور بیوی بچوں اور بھائیوں کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

(۷) محمد امیر اللہ قائد مجلس خدام الاحمدیہ یاڑی پورہ (کشمیر)

(۲) میں آجکل بالکل بیکار ہوں۔ اللہ تعالیٰ کسی نفع مند تجارت کی توفیق بخشے۔ آمین

(۴) میرے اکلوتے بیٹے مسمی غلام رسول کو اولاد نرینہ بخشے اور اسکو بھی برسرکار کرے۔ آمین

(۵) خاکسار کو حسنات دارین عطا فرمائے۔

(۴) اللہ تعالےٰ ہر وقت ساتھ رہے

(۵) اللہ تعالیٰ ہمارا خاتمہ بالخیر کرے۔ آمین

خاکسار شیخ مبارک علی احمدی ہوس ۲ نرائن گلی نمبر ۲ امیر علی شاعر روڈ گوالمنڈی لاہور

امتحان میں کامیابی

مونگھیر سے بذریعہ تار یہ اطلاع ملی ہے کہ مکرمہ نزہت آراء بیگم صاحبہ بنت جناب حکیم خلیل احمد صاحب ناظر تعلیم وتربیت قادیان بفضلہ تعالےٰ میٹرک کے امتحان میں سیکنڈ ڈویژن میں کامیاب ہوئی ہیں خدا تعالےٰ اس کامیابی کو مکرم حکیم صاحب اور خاندان کے دوسرے افراد کے لئے بابرکت کرے۔

جملہ مبلغین مطلع رہیں کہ

انہیں نئے تبلیغی رپورٹ فارم بھیجے جا چکے ہیں اُن کے مطابق ماہوار رپورٹ بھیجی جایا کرے آئندہ دیہاتی مبلغین بھی بجائے پندرہ روزہ رپورٹ بھیجنے کے ماہوار ہی بھیجا کریں

(ناظر دعوۃ وتبلیغ قادیان)

خطبہ جمعہ

غور و فکر کی عادت ڈالو کہ انسان کا بہترین استاد اس کا اپنا نفس ہوتا ہے

خطبہ کی اصل غرض یہی ہوتی ہے کہ انسان کو اپنے فرائض اور اسلام کی ضرورتوں کو سمجھنے کیطرف توجہ پیدا ہو

از سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

فرمودہ ۲۴ر اکتوبر ۱۹۵۲ء بمقام ربوہ

خطبہ نویس مکرم سلطان احمد صاحب پیر کوٹی

سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:-

آج ایک مہمان پروفیسر امریکہ سے آئے ہوئے تھے جس کی وجہ سے کھانا وغیرہ میں دیر ہوگئی۔ اور اب صرف اتنا وقت ہے کہ پانچ سات منٹ ہی خطبہ ہو سکتا ہے۔ یوں

میرے گلے میں بھی تکلیف ہے

اور میں زیادہ دیر تک بول بھی نہیں سکتا۔ بہرحال خطبہ پانچ منٹ چھوڑ ایک منٹ میں بھی ہو سکتا ہے۔ اہلحدیث عام طور پر کہا کرتے ہیں کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا خطبہ جمعہ آپ کی نماز سے چھوٹا ہوا کرتا تھا۔ اسلئے سنت یہی ہے کہ خطبہ نماز سے چھوٹا ہو۔ ہم لوگ جو بڑے لمبے خطبوں کے عادی ہوتے ہیں انہیں یہ جواب دیا کرتے ہیں۔ کہ اس وقت کے لوگوں کے دل کھلے ہوتے تھے۔ اور چھوٹی سی بات سن کر بھی اسے مان لیتے تھے۔ لیکن آجکل کے لوگوں کے دل کھلے نہیں۔ اور انہیں مار مار کر بات سمجھانی پڑتی ہے۔ بہرحال

خطبہ کی اصل غرض

یہی ہے کہ انسان کو اپنے فرائض اور اسلام کی ضرورتوں کے سمجھنے کی طرف توجہ پیدا ہو۔ اگر لوگ اپنے فرائض سمجھنے لگ جائیں۔ اسلام کی ضرورتوں کو سمجھنے لگ جائیں تو باقی کام بہت چھوٹا سا رہ جاتا ہے۔ جس شخص کے دل میں محبت ہوتی ہے۔ اسے اپنی ذمہ داری کا احساس ہو جاتا ہے۔ ایک اجنبی شخص کسی بیمار کو دیکھتا ہے تو وہ اس کی طرف توجہ نہیں کرتا۔ زیادہ سے زیادہ اسے گرا ہوا دیکھ کر کہہ دیتا ہے کہ میاں اٹھو اگر وہ نہیں اٹھتا تو اسے چھوڑ کر آگے چل پڑتا ہے لیکن ایک ماں کے دل میں بچے کی محبت ہوتی ہے۔ اس کے بچے کے منہ کا رنگ ذرا سا بھی سلا نکل آئے تو وہ ہزاروں طبیبوں کے نام سوچتی ہے۔ وہ ہزاروں علاج سوچتی ہے۔ وہ ہزاروں نسخے نکالتی ہے اور اس کے دماغ میں علوم کا ایک چشمہ پھوٹ پڑتا ہے۔

پس اصل چیز

غور و فکر کی عادت

ہوتی ہے۔ اگر مومن اپنے اندر سوچنے کی عادت پیدا کر لیں۔ اگر وہ اپنی ذمہ داریوں پر غور کریں جو عام لوگ نہیں کرتے تو کام بہت چھوٹا رہ جاتا ہے۔ سب سے زیادہ غور کرنے کا موقعہ ہماری جماعت کے لئے ہے۔ لیکن افسوس کہ ہماری جماعت بھی غور کرنے کی عادی نہیں۔ بہت کم لوگ ایسے ہیں جو اپنی ذمہ داریوں کو سمجھتے ہیں جو اسلام کی ضرورتوں کو سمجھتے ہیں۔ اور ان پر غور کرتے ہیں اکثر لوگ ایسے ہیں جو چاہتے ہیں کہ پکی پکائی روٹی ان کے آگے رکھ دی جائے۔ اکثر لوگ جب مجھے ملنے آتے ہیں تو کہتے ہیں حضور کوئی نصیحت فرمائیں میں انہیں کہتا ہوں کہ نصیحت کی کیا ضرورت ہے

آپ لوگوں کو علم ہے

کہ سارے لوگ آپ کے دشمن ہیں۔ مجھے تو لوگ صرف گالیاں دیتے ہیں۔ لیکن آپ ان کے پاس ہوتے ہیں۔ وہ آپ کو مارتے ہیں قتل کی دھمکیاں دیتے ہیں۔ آپ کو اپنے حالات معلوم ہیں۔ آپ اپنے متعلق خود سوچا کریں۔ اگر آپ سوچیں گے نہیں تو میری نصیحت کیا کام دیگی۔ ملتان۔ منٹگمری۔ شیخوپورہ یا سرگودہا میں کوئی جھگڑا ہوتا ہے تو لوگ دوڑ کر میرے پاس آتے ہیں۔ اور کہتے ہیں ہمیں کوئی نصیحت فرمایئے۔ میں انہیں یہی کہتا ہوں کہ آپ کو اپنے حالات معلوم ہیں میں کیا نصیحت کروں

پس غور کی عادت ڈالو۔ مگر غور بھی ایک حد تک ہونا چاہیئے۔ مجھے

ایک احمدی کا لطیفہ

یاد ہے۔ اور میں نے دوستوں کو پہلے بھی ایک دفعہ وہ لطیفہ سنایا ہے۔ ہم ایک گاؤں میں گئے وہاں آٹا نہیں ملتا تھا۔ ہم مقامی احمدیوں سے آٹا پسواتے تھے۔ کسی احمدی نے ایک پاؤ آٹا پیس دیا۔ کسی نے آدھ سیر آٹا پیس دیا۔ اور کسی نے سیر بھر آٹا پیس دیا۔ میرے پاس مہمان کثرت سے آتے تھے اور زیادہ آٹا کی ضرورت تھی۔ کئی دفعہ ۱۵ - ۲۰ سیر آٹے کی ایک وقت میں ضرورت ہوتی تھی۔ اور احمدی عورتوں کو آٹا پیسنے کی تکلیف محسوس ہوتی تھی۔ وہاں پن چکیاں تھیں میں نے کہا دو تین بوری گندم آٹا پسوا لو۔ چنانچہ ایک احمدی دوست کو بلایا گیا۔ اور انہیں کہا گیا کہ دو بوری گندم لے جاؤ اور آٹا پسوا لاؤ میرے پاس ۵۰ - ۶۰ مہمان روزانہ آجاتے ہیں۔ اور ان کے لئے آٹا مہیا کرنا گاؤں والوں کے لئے مشکل امر ہے۔ اس نے کہا بہت اچھا میں نے کہا۔ آپ شام تک آٹا پسوا لائیں۔ اور اگر شام تک نہ آسکیں۔ تو کل صبح ضرور آٹا پسوا لائیں۔ اس نے کہا بہت اچھا۔ شام کو آٹا نہ آیا۔ میں نے کہا صبح آجائے گا۔ لیکن دوسرے دن میرے پاس باورچی آیا۔ اس نے کہا آٹا نہیں ہے۔ میں نے کہا

مقامی احمدیوں کو تکلیف

تو ہو گی۔ لیکن آج کے لئے آٹا کا انتظام کر لو تو شام تک آٹا آجائے گا۔ چنانچہ اس دن گزارہ کیا گیا لیکن آٹا شام کو بھی نہ آیا۔ تیسرے دن باورچی پھر آیا۔ اور اس نے کہا آٹا نہیں ہے۔ میں نے کہا کہ کوشش کرو کہ آٹا مہیا ہو جائے۔ اور آج کا دن بھر گزارہ کر لو۔ جب اڑھائی دن تک آٹا نہ آیا۔ تو میں نے آدمی بھجوایا۔ کہ اس شخص کی تلاش کرو اور اس سے کہو بیس چکیاں ہیں ایک گھنٹے کا کام ہے اتنی دیر کیوں لگائی۔ بڑی تلاش کے بعد وہ شخص اس کے گھر پہنچا۔ اور دروازہ کھٹکھٹایا وہ باہر نہ آیا۔ آخر کار اس کی بیٹی کو اٹھایا۔ اور کہا اپنے باپ سے کہو حضرت صاحب بہت خفا ہو رہے ہیں۔ کہ ابھی تک آٹا نہیں پسا۔ اس پر وہ شخص باہر نکلا اور کہا السلام علیکم فرمایئے کیا کام ہے۔ پیغامبر نے کہا آپ کو تاکید کر کے بھیجا گیا تھا کہ شام تک آٹا پسوا کر لے آؤ۔ لیکن آج تیسرا دن ہے۔ آپ واپس نہیں گئے۔ کیا آٹا پس گیا ہے۔ اس نے کہا ابھی غور کر رہے ہیں۔ یعنی ہم آٹا پسوانے کے متعلق ابھی غور کر رہے ہیں۔

پس ایسا غور بھی نہ کرو مگر

ہر بات کو ضرور سوچو

جب تم یہ سوچو گے کہ بے دینی کیوں ہے۔ ہر نفس میں کیوں شرارت ہوتی ہے۔ بدی کیوں ہوتی ہے۔ تمہارے لئے کیوں مصیبت پیدا ہوگئی ہے۔ اور تمہارے خلاف دشمن کو کیوں جرأت ہوگئی ہے۔ تمہارے ہمسایہ میں کیوں کمزوری پیدا ہو گئی ہے۔ تو تم اپنا کام کر سکو گے۔ تم رات کو غور کرو۔ دن کو غور کرو۔ اٹھتے بیٹھتے غور کرو۔ اور سوچو انسان کا بہترین استاد اور بہترین رقیب اس کا اپنا نفس ہوتا ہے۔ تم

اپنے نفس کو استاد بنا لو

اور اس سے سیکھنا شروع کرو۔ اگر تم اپنے نفس کو استاد بنا کر اس سے سیکھنا شروع کرو گے تو تمہیں لمبے خطبوں کی ضرورت نہ رہے گی۔ تمہارے لئے ساتویں دن جمعہ نہیں ہوگا بلکہ تمہارے لئے ہر وقت جمعہ ہوگا۔ کیونکہ

عقل اور نفس

ہی بہتر رقیب اور بہتر استاد ہوتے ہیں۔

(الفضل)

اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ — ھو الناصر

اخبار "پیغام صلح" کے اس بیان کی تردید

کہ

مبایعین نے اپنے عقائد بدل لئے ہیں

از حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

اخبار "پیغام صلح" مورخہ ۵ ار اکتوبر ۱۹۵۲ء میں ایک مضمون میاں محمد صاحب پریذیڈنٹ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کی طرف سے شائع ہوا ہے اس میں انہوں نے لکھا ہے کہ

" الحمد للہ کہ قادیانی جماعت کے امام جناب مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب نے آخر کار حضرت صاحب کی نبوت کے عقیدہ سے بہت کچھ رجوع کر لیا ہے۔ اور اب وہ اپنی تحریرات کا وہی مفہوم لیتے ہیں جس کی طرف حضرت امیر مرحوم انہیں دعوت دیتے تھے۔"

مجھے اس عبارت کو پڑھ کر تعجب ہوا۔ اور بے اختیار آنکھوں کے سامنے یہ فقرہ آگیا کہ سخن فہمی عالم بالا معلوم شد انا للہ وانا الیہ راجعون

تعجب ہے کہ میاں محمد صاحب اخبار میں تو یہ شائع کرتے ہیں کہ میں نے اپنے عقیدے بدل لئے ہیں اور وہی عقائد اختیار کر لئے ہیں جو مولوی محمد علی صاحب رکھتے تھے مگر مجھے بار بار خط لکھتے ہیں کہ میں اپنے عقائد کی وضاحت کروں تاکہ دنیا میں جو غلط فہمی پیدا ہو رہی ہے وہ دور ہو جائے۔ اگر میں نے خیالات کی اصلاح کر لی ہے تو دنیا میں غلط فہمی کونسی رہ گئی ہے باقی رہا یہ کہ میرے متعلق آپ کو یہ خیال پیدا ہو گیا ہے کہ میں نے اپنے عقائد بدل لئے ہیں۔ تو اس وہم کا ازالہ میرے اختیار میں نہیں۔ جو میں نے نہیں لکھا آپ اپنے خطوں میں میری طرف منسوب کرتے ہیں اور اب اخبار میں بھی شائع کر رہے ہیں۔ اس مرض کا علاج میرے پاس نہیں ہے۔ میرے عقائد حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق وہی ہیں جو آپ کی زندگی میں تھے۔ جو آپ کے بعد آج تک رہے۔ اور آئندہ انشاء اللہ رہیں گے۔ میں نے جو آخری خط میاں محمد صاحب کو لکھا تھا۔ وہ میں ذیل میں درج کرتا ہوں۔ اس کو پڑھ کر ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ حقیقت کیا ہے۔

میرے خط کی عبارت یہ ہے

مکرمی میاں صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کا خط ملا۔ میری تحریر سے کچھ مترشح ہوتا ہے یا نہیں یہ تو آپ ہی سمجھ سکتے ہیں۔ میں نے تو جو کچھ لکھا تھا۔ سادہ عبارت میں ایک مفہوم ادا کیا تھا۔ اصل میں ایسے مسائل خط و کتابت سے طے نہیں ہوتے۔ یا کتابوں سے یا ملاقاتوں سے یا پھر اللہ تعالیٰ پر چھوڑ دینے سے طے ہوتے ہیں۔ یعنی جب انسان سمجھ لیتا ہے کہ اب ملاقات یا کتابوں کا مطالعہ بے فائدہ چیز ہے۔

آپ نے میرے ایک حوالہ کا ذکر کیا ہے۔ مگر کتاب یا اخبار کا نام اور صفحہ وغیرہ درج نہیں کیا۔ آپ نے جو الفاظ لکھے ہیں۔ وہ مجھے یاد نہیں۔ آپ کہتے ہیں کہ اخباروں میں اس حوالہ کا ذکر آچکا ہے۔ یہ درست ہوگا۔ مگر وہ اخبار آپ نے پڑھے ہیں میں نے نہیں پڑھے اس لئے جب تک حوالہ آپ نہ لکھیں میرے لئے اسے دیکھنا مشکل ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ۱۹۰۱ء سے پہلے کے حوالوں کو اگر میں نے کسی جگہ منسوخ قرار دیا ہے تو اسی جگہ سے یہ بھی ظاہر ہے کہ میں نے کونسی چیز منسوخ قرار دی ہے جو چیز منسوخ ہوئی وہ صرف نبوت[1] کی تعریف ہے۔

پس جو بات نبوت کی اس تعریف کے خلاف ہوگی۔ جو ۱۹۰۱ء کے بعد آپ نے فرمائی وہ منسوخ ہوگی۔ اور خلاف نہیں ہوگی وہ منسوخ نہیں ہوگی۔ حوالہ جات منسوخ نہیں۔ صرف پہلی تعریف نبوت منسوخ ہے۔ ورنہ ان حوالوں کا مضمون قائم ہے۔

آپ فرماتے ہیں کہ میں نے لکھا ہے کہ حضرت صاحب کا مقام مجددیت اور نبوت کے درمیان ہے۔ میں نے اپنا خط نکال کر پھر پڑھا ہے۔ اس میں تو یہ کہیں نہیں لکھا۔ کہ حضرت صاحب کا مقام مجددیت اور نبوت کے درمیان ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بے شک لکھا ہے کہ امتی نبی کا نام ایک نیا نام ہے جو مجھ سے پہلے کسی کو نہیں ملا۔ اور یہی ہم کہتے ہیں۔ نہ اس سے کم نہ اس سے زیادہ۔

ہالینڈ میں مسجد ہم بنا رہے ہیں اور نقشہ بن رہا ہے۔ کل ہی اس کا پلین ہالینڈ کے ایک Archetectural کمیٹی سے آیا ہے۔ معلوم ہوتا ہے کسی نے آپ کو غلط رپورٹ دی ہے کہ ہم مسجد نہیں بنا رہے

والسلام خدا حافظ

خاکسار: مرزا محمود احمد

اس خط سے ظاہر ہے کہ ہم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو امتی نبی تسلیم کرتے ہیں۔ لیکن امتی نبی کوئی ایسا درجہ نہیں۔ جو مجددیت اور نبوت کے درمیان ہو۔ بلکہ امتی نبوت بھی نبوت کی ایک قسم ہے۔ ہم حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ہمیشہ سے نبی مانتے آئے ہیں اور اب بھی مانتے ہیں۔ لیکن ہم نے کبھی بھی یہ تسلیم نہیں کیا۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کوئی نئی شریعت لائے [illegible] نے کوئی نیا دین نکالا تھا۔ یا [illegible] کوئی نیا کلمہ بنایا تھا۔ یا انہوں نے کوئی نیا قبلہ تجویز کیا تھا۔ ہمارا ہمیشہ سے یہی عقیدہ رہا ہے کہ آپ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے متبع تھے اور امتی تھے۔ اور آپ کی طرح آپ کی سب جماعت بھی رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی امت سے ہے۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے لے کر قیامت تک ایک ہی امت چلے گی۔ اور وہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی امت ہوگی۔ مسیح موعودؑ یا اور کوئی جو مصلح آئے گا وہ کسی نئی امت کا بانی نہیں ہوگا۔ بلکہ خود امتی ہوگا محمد رسول اللہ کا اور تابع ہوگا نبی مکی ؐ صلے اللہ علیہ وسلم۔

پس جو کچھ آپ نے پایا وہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے فیضان سے پایا۔ اور آپ کی تمام عزت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی غلامی میں تھی اور رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی اطاعت سے خفیف سے خفیف سرتابی کو بھی آپ کفر سمجھتے تھے۔ بلکہ حقیقتاً یہی عقیدہ بنا تھا اس عقیدہ کی کہ عام مسلمانوں میں اب حقیقت اسلام باقی نہیں رہی۔ کیونکہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیوں اور تعلیم سے وہ سرتابی کرتے ہیں۔

پس جو کچھ میں نے کہا ہے۔ اور جو ہمیشہ سے میں کہتا چلا آیا ہوں۔ وہ یہ ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا عہدہ نبوت مستقلہ شرعیہ اور مجدد کے درمیان کا عہدہ ہے۔ لیکن ہے وہ نبوت ہی کی ایک قسم اور اب بھی ہمارا یہی عقیدہ ہے۔ اور ہم نے اس میں کوئی تبدیلی نہیں کی۔ ایک وقت تھا کہ جماعت غیر مبایعین اس قسم کی بحثوں میں پڑ کر یہ خوشی محسوس کیا کرتی تھی۔ کہ اس قسم کی بحث میں جب مبایعین کو پھنسایا جائے گا۔ تو غیر احمدیوں میں ان کی بدنامی ہوگی۔ لیکن واقعات نے ان کی پالیسی کو غلط ثابت کر دیا ہے کیونکہ باوجود ان حیلوں کے بڑھتی ہماری ہی جماعت رہی اور وہ اسی طرح کے اسی طرح رہے۔ اور اب تو وہ زمانہ بھی ختم ہو چکا ہے۔ کیونکہ اس وقت غیر احمدی ہمارے حوالوں سے واقف نہیں تھے۔ جب وہ "پیغام صلح" میں وہ حوالے پڑھتے تھے تو بوجہ نیا علم ہونے کے ان کے دلوں میں شبہ پیدا ہوتا تھا۔ اور بعض کے دلوں میں غصہ پیدا ہوتا تھا۔ اب جماعت احرار نے خود مطالعہ کر کے غیر مبایعین سے بھی زیادہ ہمارے حوالے نکال لئے ہیں۔ اور ایک حوالہ کے ساتھ دس دس جھوٹ بھی ملا لئے ہیں۔ اب پیغام صلح میں اس قسم کی بحث چھیڑنے سے کوئی فائدہ نہیں۔ کیونکہ زیادہ سے زیادہ یہ امید کر سکتے ہیں کہ ہم اس کی تردید کریں گے تو وہ اس کو اچھالیں گے لیکن وہ ہمارے جن حوالوں کو اچھالیں گے ایک ایک حوالے میں دس دس جھوٹ ملا کر احرار اس کو خوب پھیلا چکے ہیں۔ اور

---

[1] حاشیہ۔ یہ فقرہ جو میں نے لکھا ہے۔ بعینہٖ یہی مضمون حقیقۃ النبوۃ میں بھی بیان ہے۔ چنانچہ اس کے بعض فقرات یہ ہیں:۔

"یہ تعریفوں کا اختلاف ہی تھا جس کی وجہ سے ۱۹۰۱ء سے پہلے آپ اپنی نبوت کو جزئی اور

بقیہ حاشیہ۔ ناقص قرار دیتے رہے۔

(حقیقۃ النبوۃ صفحہ ۱۲۸)

"اللہ تعالیٰ نے کسی پہلے حکم کو بدلا نہیں۔ اور آپ جزوی نبی سے پورے نبی نہیں بنائے گئے۔"

(حقیقۃ نبوت صفحہ ۳۸)

"پس اس تعریف نے پہلی تعریف کو بدل دیا اور ۱۹۰۱ء سے پہلے جس قدر تحریرات سے نبی ہونے سے انکار پایا جاتا تھا۔ ان کے معنے بھی بدل دیئے اور اس کے صرف یہ معنے رہ گئے کہ آپ نے شریعت جدیدہ لانے یا براہ راست نبوت پانے سے انکار کیا ہے۔"

(حقیقۃ النبوۃ صفحہ ۱۳۲)

ہفت روزہ بدر قادیان مورخہ ۱۴ نومبر ۵۲ء

گائے کُشی کے خلاف ایک نئے معترض

ہم نے اپنی ایک گذشتہ اشاعت میں گاؤکشی کے خلاف راشٹریہ سیوک سنگھ کی حالیہ تحریک کا ذکر کیا تھا۔ اور اس تعلق میں اس پُرامن اور مفید تجویز کو بھی بیان کیا تھا۔ جو حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ علیہ السلام نے ۱۹۰۸ء میں اہل ملک کے سامنے رکھی تھی یعنی یہ کہ اگر ہندو بھائی مسلمانوں کے مذہبی جذبات کے احترام اور رواداری کی خاطر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو گالیاں نہ دیں اور آپ پر ایمان لے آئیں تو احمدیہ جماعت کے افراد اس بات کا عہد کرتے ہیں کہ وہ ہندو بھائیوں کے جذبات کے احترام کی خاطر گائے کشی کرنا چھوڑ دیں گے۔

یہ تجویز جس قدر مفید اور قابل قدر ہے۔ اس کی تشریح کی ضرورت نہ تھی۔ لیکن افسوس ہے کہ ایک ہندو دوست نے لدھیانہ سے ہمیں خط لکھا ہے۔ جس میں بغیر اس پر پورے تامل کے اس تجویز کو ہدفِ اعتراض بنایا ہے۔ ان کے اعتراض کا ماحصل یہ ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور دوسرے پیغمبروں کو گالیاں تو بیوقوف اور کم عقل انسان دیتے ہیں۔ پس ان بُرے لوگوں کے قابل اعتراض فعل کی وجہ سے بیچاری گائے کی ہتیا کرنا کہاں کی رواداری ہے۔ اور یہ شرط لگا کر گویا حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ نے گائے کشی کو جاری رکھنے کا ایک بہانہ تراشا ہے۔

ہمارے اعتراض کرنے والے بھائی اگر اصل حقائق اور صحیح واقعات کو مدنظر رکھتے تو یہ اعتراض پیش نہ فرماتے۔ کیا یہ سچ بات نہیں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی ہتک کا ارتکاب کرنے والے صرف ہندو قوم کے بے وقوف اور کم عقل یا شریر طبقہ کے لوگ ہی نہیں۔ بلکہ بڑے بڑے ذی اثر اور قابلِ احترام ودوان اور لیڈر بھی ہیں۔ اگر معترض صاحب ستیارتھ پرکاش مصنفہ جناب سوامی دیانند صاحب کا تیرھواں اور چودھواں سمولاس ملاحظہ فرماتے یا خبط احمدیہ، یا تکذیب براہین احمدیہ مصنفہ پنڈت لیکھرام صاحب پشاوری کا مطالعہ کرتے تو ان کو بخوبی معلوم ہو جاتا۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور دوسرے پیغمبروں پر بے جا اعتراض اور طعن و تشنیع کرنے والے کس طبقہ کے لوگ تھے کیا جن کی قوم میں برسیاں منائی جائیں اور شہادت کے دن منائے جائیں وہ معمولی انسان ہوتے ہیں۔

خیر یہ تو گذرے ہوئے زمانہ کی باتیں ہیں۔ اب موجودہ وقت میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دینے والے جس طبقہ کے لوگ ہیں۔ وہ تو بہرحال معترض صاحب سے اوجھل نہیں۔ کیا وشو اتہاس کا ریکھ رکھیو لکھنے والا آگرہ یونیورسٹی کا پروفیسر بیوقوف اور کم فہم ہے۔ یا رسالہ نظم انڈیا اور رسالہ ٹرجبان کے ایڈیٹر ناخواندہ اور جاہل ہیں؟ پھر امرت پتریکا الہ آباد کی دریدہ دہنی تو تازہ سانحہ ہے۔ کیا اس کے ایڈیٹر، پرنٹر اور پبلشر بھی کسی نیچ طبقہ سے تعلق رکھتے ہیں۔

معترض صاحب کے اعتراض میں شاید کچھ وزن ہوتا اگر وہ یہ بھی ثابت کرتے کہ جن بے وقوفوں اور کم عقلوں نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور دوسرے پیغمبروں کی شان میں گستاخی کی ہے۔ ان کے خلاف ہندوؤں کے معزز اور عملمند طبقہ نے آواز بھی اُٹھائی ہے۔ اور ان کے اس فعل کو ناپسندیدہ قرار دیا ہے۔ لیکن یہاں تو معاملہ برعکس ہے۔ جب "امرت پتریکا الہ آباد" کی بیہودہ سرائی پر ہماری سیکولر حکومت نے ایکشن لیا اور اس کے ایڈیٹر وغیرہ پر مقدمہ چلانا چاہا تو ملک کے چوٹی کے صحافیوں کی انجمن نے جو یقیناً کم عقل اور بے وقوف نہیں بلکہ ملک کا "علم" اور "دماغ" ہے۔ حکومت کے اس فعل کے خلاف قرارداد پاس کی۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی ہتک کے ارتکاب کرنے والے کو بری کروانے کے لئے زور لگایا۔

کیا مندرجہ بالا حقائق یہ ظاہر نہیں کرتے کہ مسلمانوں کے پیشوا کی ہتک کے ارتکاب کا مرض جتنا معمولی سمجھا جا رہا ہے اتنا ہی زیادہ گہرا اور مہلک ہے۔ اور ملک میں فرقہ دارانہ مناقشات اور فتنہ و فساد کو ہوا دینے میں بہت بڑا پارٹ ادا کر رہا ہے۔ یہی نہیں بلکہ اب تو بہت سے ہندو مصنفین اور مقررین نے مسلسل اور متواتر شاہانِ اسلام کے خلاف جھوٹے اور بے بنیاد الزام لگا کر مسلمانوں کے خلاف اشتعال انگیزی شروع کر رکھی ہے۔ اور اس طرح ملکی فضا کو مکدر کیا جا رہا ہے۔

پس راشٹریہ سیوک سنگھ نے صرف گئوکشی کے خلاف تحریک اُٹھا کر سوائے فرقہ دارانہ ذہنیت کو اجاگر کرنے اور ملک کی فضا کو خراب کرنے کا موقعہ مہیا کرنے کے اور کچھ نہیں کیا۔ اگر سیوک سنگھ کے کرتا دھرتا یہ چاہتے ہیں کہ مسلمان باوجود خالق کے پرستار ہونے اپنے ہندو بھائیوں کے مذہبی جذبات کے احترام کے لئے ایک مخلوق جانور کا اتنا احترام اور عزت کریں کہ اس کو ذبح کرنا چھوڑ دیں تو کیا وہ مسلمانوں کے جائز مذہبی حقوق کا احترام اس رنگ میں نہیں کر سکتے کہ ان کے برگزیدہ رسول اور بزرگوں اور بادشاہوں کو بُرا بھلا نہ کہیں۔ آخر ملک میں فتنہ و فساد اور مختلف قوموں کے باہمی جھگڑوں کے ایک سبب کو ہی کیوں زیر نظر لایا جاتا ہے؟ کیوں دوسرے اسباب اور بواعث پر غور کر کے ان کو دور کرنے کی کوشش نہیں کی جاتی؟

ہم امید کرتے ہیں کہ ملک کا ہر بہی خواہ خواہ وہ ہندو ہو یا مسلمان، سکھ ہو یا عیسائی اس مسئلہ پر سنجیدگی سے غور کرے گا۔ اور ملک کی ترقی و سربلندی کے لئے اگر موجودہ ملکی فضا کو مکدر ہونے سے بچانے کے واسطے گاؤکشی کو بند کرنے کا معاملہ زیر غور لائے گا۔ تو اس کے ساتھ ہی ساوی سطح پر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور دوسرے پیشوایانِ مذاہب اور قابلِ تعظیم ہستیوں کی عزت و تکریم کے قیام کے لئے بھی قدم اُٹھائے گا۔ ورنہ خواہ گاؤکشی کے خلاف تحریک ہو یا اسی قسم کی کوئی اور فرقہ دارانہ تحریک اس سے ملک کی حالت بجائے سدھرنے کے اور بھی بگڑے گی۔ اور ہم بجائے ترقی و سربلندی حاصل کرنے کے دن بدن قعرِ مذلت میں گرتے جائیں گے۔

ایک نیا ٹیکس

ہندوستان کی پارلیمنٹ میں ایک نیا بل زیر کارروائی ہے۔ کہ جو لوگ جائداد چھوڑ کر مر جاتے ہیں۔ ان کی جائداد سے ٹیکس وصول کیا جائے۔ تاکہ مرنے والے کی جائداد سے صرف وہی درثاء فیض یاب نہ ہو سکیں۔ جنہیں اتفاق سے امیر گھرانے کے ماں باپ ملے ہیں۔ اور انہیں محنت و مشقت کے بغیر وہ جائیداد مل گئی ہے۔ بلکہ اس میں وہ لوگ بھی شریک ہو سکیں۔ جو غریب الدین کے گھر پیدا ہوئے۔ اور جن کو صرف نانِ جویں کے حصول کے لئے بھی اپنا خون و پسینہ ایک کرنا پڑتا ہے۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ اگر اس ٹیکس سے حاصل شدہ رقوم غرباء بالخصوص یتیموں اور بیواؤں کی ضروریات کو پورا کرنے کے لئے خرچ ہوں۔ تو یہ ایک مفید مصرف ہے لیکن ہم سمجھتے ہیں۔ کہ اس نئے ٹیکس کے اجراء سے زیادہ بہتر اور مفید وہ صورت ہے جو اسلام نے زکوٰۃ اور ورثہ کی تقسیم کی صورت میں پیش فرمائی ہے۔

زکوٰۃ کا ٹیکس جو مسلمانوں کو کم و بیش جائداد و سرمایہ پر چالیسویں حصہ کے برابر ادا کرنا پڑتا ہے اسی غرض کے لئے وضع کیا گیا ہے کہ امیروں کی دولت سے کچھ حصہ لے کر اس کو غریبوں کی ضروریات کے لئے خرچ کیا جائے۔ اس طرح نہ صرف یہ کہ امیر زیادہ امیر نہیں بنتے اور غریب زیادہ غریب نہیں ہوتے بلکہ روپیہ کے چکر کھانے کی وجہ سے ملک کی اقتصادی حالت پر بھی اچھا اثر پڑتا ہے۔ نیز چونکہ یہ ٹیکس کسی سرمایہ دار کی موت کے بعد اس کے وارثوں سے جبراً وصول نہیں کیا جاتا۔ بلکہ ہر مسلمان سرمایہ دار کو اپنی زندگی میں باقاعدہ حسب نصاب غریبوں کی خاطر دینا پڑتا ہے۔ اس لئے اس سے ایک طرف تو امیر لوگ نیکی اور قربانی کا جذبہ اپنے اندر پیدا کرنے کے اہل بن جاتے ہیں۔ اور دوسری طرف غریبوں کے دلوں میں ایسے امیروں کے متعلق جو اپنی جائداد میں غرباء کا بھی حصہ رکھتے ہیں اور ان کی امداد کے لئے خرچ کرنے میں دریغ نہیں کرتے بجائے بغض اور کینہ پیدا ہونے کے محبت اور احترام کا جذبہ پیدا ہوتا ہے۔ اور سوسائٹی میں تعاون اور اخلاص کا رنگ ترقی کرتا ہے۔

جو ٹیکس گورنمنٹ کے زیر نظر ہے۔ اس سے بے شک غریبوں کی ایک حد تک امداد کی توقع ہو سکتی ہے لیکن اس سے اس سرمایہ دار کو جس نے جائداد فراہم کی ہے نہ کوئی براہ راست ثواب پہنچ سکتا ہے۔ اور نہ ہی اس کے حق میں احترام اور محبت کے جذبات اُبھر سکتے ہیں کیونکہ اس ٹیکس کی ادائیگی میں اس سرمایہ دار کی نیت یا عمل کا کوئی دخل نہیں ہوتا۔

سرمایہ داری کی لعنت کو دور کرنے کے لئے اسلام نے علاوہ سود کی ممانعت کرنے کے ورثہ کی تقسیم کا بھی بہت عمدہ قانون مقرر فرمایا ہے۔ جس کی رُو سے نہ صرف یہ کہ ایک شخص کے سب لڑکے اپنے باپ کی جائیداد کے

جناب صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ اللہ کی جامعہ احمدیہ میں تشریف آوری

حضرت صاحبزادہ موصوف نہایت قلیل عرصہ کے لئے اپنی شادی کے سلسلہ میں قادیان سے پاکستان تشریف لائے تھے۔ انہوں نے نہایت مہربانی فرما کر قلت وقت کے باوجود ہماری درخواست کو منظور کیا اور ۲۴ راکتوبر بروز جمعہ صبح آٹھ بجے جامعہ احمدیہ احمد نگر میں تشریف لائے۔ آپ کے اعزاز میں جامعہ احمدیہ اور جماعت احمدیہ احمد نگر کی طرف سے ایک وسیع ٹی پارٹی کا انتظام کیا گیا تھا جس میں اساتذہ۔ طلباء مقامی اور احباب جماعت۔ غیر احمدی صاحبان اور ربوہ کے بزرگ مدعوین شامل تھے۔ ناشتہ کے بعد جناب قاضی محمد نذیر صاحب نے اساتذہ جامعہ احمدیہ کی طرف سے حضرت صاحبزادہ صاحب کو پر محبت اور دلی خوش آمدید کہا اور ان کی خاص قربانی پر انہیں مبارکباد پیش کی۔ طلبہ کی طرف سے مکرم سید کمال یوسف صاحب نے ایک برجستہ ایڈریس پیش کیا اور طالب علموں کے جذبات کی نمائندگی کرتے ہوئے صاحبزادہ صاحب اور تمام درویشان قادیان سے درخواست دعا کی۔ مقامی جماعت کی طرف سے مکرم منشی نظام دین صاحب نے پرخلوص سپاسنامہ پیش کیا اور قادیان میں بسنے والے تمام مقدسوں کے متعلق جماعت کے جذبات محبت و عقیدت کا ذکر کیا۔ بعد ازاں محترم صاحبزادہ صاحب نے ان تمام ایڈریسوں کے جواب میں معرفت اور درد سے بھری ہوئی تقریر فرمائی۔ آپ نے بتلایا کہ قادیان میں رہنے والے درویش کس طرح عابدانہ اور زاہدانہ زندگی بسر کرتے ہیں۔ نیز یہ کہ ان کے وہاں ٹھہرنے کی غرض اپنے دینی مرکز کی حفاظت اور اشاعت اسلام کی کوشش کے سوا اور کچھ نہیں۔ آپ نے درویشان قادیان کی قربانیوں کے سلسلہ میں ان کی اہم ذمہ داریوں کا بھی تذکرہ فرمایا۔ آپ کی یہ تقریر تمام حاضرین کے لئے نہایت دلچسپی اور کشش کا موجب تھی۔ صاحبزادہ صاحب کی تقریر کے بعد خاکسار نے ان کا اور تمام حاضرین کا تشریف آوری پر شکریہ ادا کیا اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اس پیشگوئی کا ذکر کیا جو جماعت کے قادیان واپس جانے سے متعلق ہے۔ دعا پر یہ مبارک تقریب ختم ہوئی۔

صاحبزادہ صاحب نے تمام اساتذہ اور طلبہ اور تمام حاضر احباب سے مصافحہ فرمایا اور ربوہ واپس ہونے سے پہلے جامعہ احمدیہ کے دفتر میں تشریف لا کر رجسٹر معائنہ میں تحریر فرمایا:۔

"بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

وعلیٰ عبدہ المسیح الموعود

آج مورخہ ۲۴/۱۰/۵۲ کو خاکسار جامعہ احمدیہ کی دعوت پر حاضر ہوا۔ مجھے یہ دیکھ کر نہایت خوشی ہوئی کہ ہمارا یہ ادارہ جو کہ جماعت کیلئے مبلغین تیار کرتا ہے خوب اچھی طرح کام کر رہا ہے۔ میں دعا کرتا ہوں کہ خدا تعالیٰ اس ادارہ کے اساتذہ اور طلبہ کو صحیح رنگ میں کام کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ یہاں سے طلبہ اس طور پر فارغ ہو کر نکلیں کہ جو صحیح رنگ میں خدمت دین کے فرض کو سرانجام دے سکیں۔

والسلام

خاکسار مرزا وسیم احمد ۲۴/۱۰/۵۲"

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ حضرت صاحبزادہ صاحب کو ہر حال میں اپنی حفاظت میں رکھے اور ان کا حامی و ناصر ہو اور ان کو بیش از بیش خدمات دینیہ کی توفیق بخشے۔ آمین

خاکسار ابوالعطاء جالندھری
پرنسپل جامعہ احمدیہ احمد نگر

سب سے زیادہ اہم اور عالمگیر کونسا واقعہ اب دنیا میں ہونیوالا ہے

جیسا کہ احادیث سے معلوم ہوتا ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم مختلف رنگوں میں صحابہ کرام کا امتحان فرمایا کرتے تھے۔ چنانچہ ایک دفعہ آپ نے ایک مجلس میں صحابہ کرام سے یہ سوال فرمایا کہ بتائیں کہ دنیا میں وہ کونسا درخت ہے جس کے پتے سال بھر نہیں گرتے اور وہ ہمیشہ قائم رہتے ہیں۔ یہ سنکر صحابہ کرام نے بہت سوچا اور دور دور تک خیالات دوڑائے مگر کسی کو سمجھ نہ آیا کہ وہ کونسا درخت ہے۔ جس میں یہ بات پائی جاتی ہو۔ جب وہ اس سوال کا جواب نہ دے سکے۔ تو انہوں نے آپ کی خدمت میں عرض کیا کہ یا رسول اللہ ہمیں تو کوئی ایسا درخت معلوم نہیں ہوتا آپ ہی بتائیں کہ وہ کونسا درخت ہے۔ آپ نے فرمایا وہ کھجور کا درخت ہے۔ اس پر صحابہ کرام بہت حیران ہوئے کہ یہ درخت تو ہر وقت ان کے سامنے رہتا تھا۔ اور ہر وقت ان کو اس سے کام پڑتا تھا۔ پھر کس طرح وہ ان کے ذہنوں سے اتر گیا اور کسی ایک کو بھی اس کا خیال تک نہ آیا۔ جب حضور صحابہ کرام کو اس سے مطلع فرما چکے تو حضرت عبد اللہ بن عمرؓ نے اس امر کا اظہار اپنے والد بزرگوار حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کیا کہ میرے دل میں آیا تھا کہ وہ درخت کھجور ہے۔ لیکن میں شرم کی وجہ سے بول نہ سکا۔ یہ اس وقت نو عمر تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے سنکر فرمایا کہ اگر تم اس وقت اس کا اظہار کر دیتے اور اس کے متعلق بتا دیتے۔ تو مجھے از حد خوشی ہوتی۔ اسی سنت کے پیش نظر اس وقت احباب کرام کے سامنے ایک بڑا ضروری اور اہم سوال رکھنا چاہتے ہیں امید ہے کہ اس کے متعلق احمدی حضرات غور کر کے ہمیں اپنے جواب سے مطلع فرمائیں گے۔ اور وہ سوال یہ ہے کہ عنقریب دنیا میں سب سے زیادہ اہم عالمگیر کونسی بات یا واقعہ رونما ہونے والا ہے جواب کے لئے کسی مرد یا عورت۔ نو عمر یا بوڑھے۔ عالم یا غیر عالم کی تخصیص نہیں ہر فرد جواب دے سکتا ہے۔ صحیح جواب بھجوانے والوں میں سے پہلے جس کا جواب ہمیں پہنچے گا۔ اس کا نام اگلے سوال کے ساتھ اخبار میں شائع کیا جاوے گا۔ اس سوال کے اخبار بدر میں شائع ہونے کے پندرہ دن بعد تک جواب کی انتظار رہے گی۔

محمد ابراہیم قادیانی
درویش قادیان دارالامان

تحریک جدید کے وعدوں کی آخری میعاد قریب آگئی

قابل توجہ عہدہ داران و مخلصین جماعت

تحریک جدید کے سال رواں میں وعدوں کے پورا کرنے کا آخری وقت قریب ہے، چاہیے کہ میعاد کا آخری وقت ۳۰ نومبر آنے سے پہلے تحریک جدید کے تمام احباب کے وعدے سو فیصدی پورے ہو چکے ہوں جیسا کہ گذشتہ سال خصوصاً پہلے سترہ سالوں میں ہوتا رہا ہے۔ اب سلسلہ کیلئے بہت زیادہ قربانی کا وقت آ گیا ہے مخلصین کو اللہ تعالیٰ توفیق بخشتا رہا۔ گذشتہ سال جب کہ نو ماہ سال میں سے گذر چکے تھے۔ تحریک جدید کی وصولی بہت کم تھی۔ اور تحریک جدید کی مالی حالت خطرناک صورت اختیار کر رہی تھی حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے مخلصین کو پکارا اور وہ لبیک یا امیر المومنین کہتے ہوئے حاضر ہوئے۔ اور خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے وعدے پورے ہوئے۔

پس وہ احباب جن کے ذمہ تحریک جدید کا چندہ ہے اور وعدہ پورا نہیں ہوا۔ انہیں حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کے الفاظ میں توجہ دلانا مناسب ہے۔ تا وہ جلد سے جلد اپنا عہد پورا کریں۔ دفتر وکیل المال تحریک جدید ہر ایک وعدہ کرنے والے کو اس وعدہ اور وصولی کی اطلاع کر چکا ہے۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:۔

"آخر جو احمدی کہلاتا ہے۔ وہ مکان کی اینٹ بن چکا ہے۔ وہ تحریک جدید کا ایک حصہ ہو چکا ہے اس نے بیعت کرتے ہوئے وعدہ کیا ہے کہ میں دین کو دنیا پر مقدم کروں گا میں دین کے لئے جان و مال اور عزت سب کچھ قربان کر دوں گا اس کا چندہ ادا نہ کرنا محض سستی اور غفلت ہے"۔

"یہ دین کا کام ہے۔ جو سب کاموں پر مقدم ہے۔ اگر آپ لوگوں کو اب ادائیگی میں تکلیف کرنی پڑتی ہے۔ تو وہ تکلیف تمہیں برداشت کرنی پڑے گی"۔

"اے خدا تو ہماری جماعت کے قلوب میں آپ قربانی کی تحریک پیدا کر۔ اے خدا تو اپنے فرشتوں کو نازل فرما۔ جو لوگوں کے دلوں کو زیادہ سے زیادہ قربانیاں کرنے پر آمادہ کریں۔ اے خدا اس آمادگی کے بعد پھر تو اپنے فرشتوں کو اس بات پر مامور فرما۔ کہ جو لوگ وعدہ کریں۔ وہ اپنے وعدوں کو جلد سے جلد پورا کریں"۔ (وکیل المال تحریک جدید قادیان)

تبلیغی لٹریچر

اردو۔ انگریزی۔ گجراتی۔ ہندی وغیرہ ہر قسم مفت

کارڈ لکھ کر مندرجہ ذیل پتہ سے منگوائیں۔

عبداللہ الہ دین بلڈنگ سکندر آباد

افکار و آراء

معزز غیر مسلم معاصر "ریاست دہلی" نے اپنی اشاعت مورخہ ۱۳ نومبر ۱۹۵۲ء میں گائے کشی کو بند کرانے اور احمدیوں کو پاکستان میں اقلیت قرار دینے کے متعلق جو ایڈیٹوریل نوٹس لکھے ہیں۔ وہ درج ذیل ہیں بعض تفصیلات سے ہمیں اختلاف ہو سکتا ہے۔ (ایڈیٹر)

احمدیوں کے خلاف پاکستان اسمبلی میں ریزولیوشن

ایک عرصہ سے یہ خطرہ محسوس کیا جا رہا تھا کہ پاکستان میں احمدی جماعت کے خلاف جو طوفان ان غیر احمدیوں کی طرف سے برپا ہے۔ وہ شاید ان کے لئے مستقل طور پر مصائب و مشکلات پیدا کرنے کا باعث ہو۔ چنانچہ تازہ اطلاعات کے مطابق پاکستان کی کانسٹی ٹیوئنٹ اسمبلی میں مسٹر گذدر نے ایک ریزولیوشن پیش کرنے کا نوٹس دیا ہے۔ جس کے مطابق مطالبہ کیا گیا ہے۔ کہ پاکستان میں احمدی جماعت کو ہندوؤں اور سکھوں اور عیسائیوں کی طرح ایک غیر مسلم فرقہ قرار دیا جائے اور تمام اعلےٰ عہدوں سے احمدیوں کو علیحدہ کیا جائے کیونکہ ان کا لیڈر ہندوستان اور پاکستان کو پھر ایک کرنے کے حق میں ہے۔

احمدی جماعت کے لیڈر کا وہ بیان ہماری نظروں سے نہیں گذرا۔ جس میں کہ آپ نے ہندوستان اور پاکستان کو پھر ایک کرنے کے خیال کا اظہار کیا مگر سوال یہ ہے کہ اگر انہوں نے اس خیال کا اظہار کیا بھی تو کیا یہ واقعہ نہیں کہ پاکستان کی آبادی کا زیادہ حصہ ہندوستان کی تقسیم کی غلطی کا اقرار کرتا ہے اور وہ زبان سے چاہے کچھ نہ کہہ سکتا ہو مگر دل سے چاہتا ہے کہ تقسیم کو منسوخ کیا جائے۔ کیونکہ اس تقسیم نے پاکستان کے مسلمانوں کے لئے عموماً اور ہندوستان کے تین چار کروڑ مسلمانوں کے لئے خصوصاً اقتصادی تباہی کے دروازے کھول دیئے اور کیا ایک شخص کا تقسیم کے حق میں یا تقسیم کے خلاف اپنی رائے رکھنا جرم ہے۔ باقی رہا سوال احمدیوں کے مسلمان یا غیر مسلم ہونے کا۔ اگر حق و صداقت کی آواز پیدا کرنا ہی ہمارا فرض ہے تو ہم کہہ سکتے ہیں کہ جہاں تک اسلامی شعار کا تعلق ہے ایک معمولی احمدی کا دوسرے مسلمانوں کا بڑے سے بڑا مذہبی لیڈر بھی مقابلہ نہیں کر سکتا۔ کیونکہ احمدی ہونے کے لئے یہ لازمی ہے کہ وہ نماز روزہ۔ زکوٰۃ اور دوسرے اسلامی شعور کا عملی طور پر پابند ہو۔ چنانچہ ایڈیٹر "ریاست" کو اپنی زندگی میں سینکڑوں احمدیوں سے ملنے کا اتفاق ہوا۔ اور ان سینکڑوں میں سے ایک بھی ایسا نہیں دیکھا گیا جو کہ اسلامی شعار کا پابند اور دیانتدار نہ ہو۔ اور ہمارا تجربہ ہے کہ ایک احمدی کے لئے بد دیانت ہونا ممکن ہی نہیں کیونکہ یہ لوگ خدا سے ڈرتے ہی نہیں بلکہ خدا سے بدکتے ہیں جیسے کہ ایک گھوڑا درخت کے سائے سے بدکتا ہے (بھی) ہیں۔ اور ان کے مبلغین کو دیکھ کر تو عیسائیوں کے بلند کیریکٹر کے وہ پادری یاد آجاتے ہیں جن کے اُسوۂ حسنہ کو دیکھ کر ہندوستان کے لاکھوں انسانوں نے عیسائیت کو قبول کیا۔

اگر پاکستان گورنمنٹ نے احمدی جماعت کو ایک غیر مسلم اقلیت قرار دیا تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ پاکستان میں نہ صرف ہندو۔ سکھ و عیسائی بلکہ اختلاف رائے رکھنے والے مسلمان بھی وہاں محفوظ نہیں رہ سکتے۔ اور وقت آنے پر ان کے خلاف بھی وہی کچھ ہوگا جو ۱۹۴۷ء میں پاکستان میں ہندوؤں اور سکھوں کے ساتھ اور ہندوستان میں مسلمانوں کے ساتھ ہوا۔ چنانچہ اگر پاکستان کانسٹی ٹیوئنٹ اسمبلی اس شرمناک ریزولیوشن کو پاس کرے تو احمدی جماعت کے لئے بہتر ہے کہ اس جماعت کے تمام افراد ہندوستان چلے آئیں۔ ہندوستان اس مظلوم اور مقہور جماعت کو اپنے دل میں جگہ دینے کو تیار ہوگا۔ اور ہمارا یقین ہے کہ گورنمنٹ ہند اس پر کوئی اعتراض نہ کرے گی۔

گائے کشی کے خلاف دستخط کرانے کی وبا

یہ واقعہ بے حد دلچسپ ہے کہ جس طرح یو۔پی کے مسلمان لوگوں کے اردو زبان کے حق میں دستخط کراتے پھرتے ہیں۔ اس طرح ہی اب ہندوستان کے مختلف شہروں میں راشٹریہ سیوم سنگ نے لوگوں سے گائے کشی کے خلاف دستخط کرانے کی مہم شروع کر دی ہے۔ چنانچہ صرف دہلی میں ہی اب تک دو لاکھ کے قریب لوگوں سے دستخط کرائے جا چکے ہیں۔

دستخطوں کے کرانے کی اس حماقت کی بھی داد دی جانی چاہیئے کہ تمام ہندوستان میں ہندو تو کیا کوئی ایک مسلمان یا عیسائی بھی ایسا نہ ہوگا جو گائے کے مفید ہونے سے انکار کرے مگر یہ لوگ دستخط کرا کر اپنا اور لوگوں کا وقت ضائع کر رہے ہیں۔ چنانچہ سوال تو صرف یہ ہے کہ ہندوستان اب ہندو ملک ہے یا کہ سیکولر سٹیٹ۔ اگر یہ ہندو ملک ہے تو بلاشبہ یہاں گائے کا ذبح کیا جانا قانوناً جرم ہونا چاہیئے۔ بلکہ یہاں کے ہر باشندہ کا فرض ہوگا کہ وہ گائے کی پوجا بھی کرے۔ مگر اس صورت میں کہ یہ ملک ایک سیکولر یعنی غیر مذہبی ملک ہے۔ یہاں کی حکومت مذہبی بنیادوں پر نہیں اور یہاں ہر مذہب کے افراد کو پوری آزادی حاصل ہے تو پھر یہاں مسلمانوں۔ عیسائیوں اور پارسیوں پر گائے کے گوشت نہ کھانے کی پابندی کیونکر عائد کی جا سکتی ہے۔ اور ان دستخطوں کے کرانے سے کیا حاصل۔ ہاں چونکہ ملک میں دودھ۔ مکھن اور گھی کمیاب ہے۔ اس لئے حکومت کا فرض ہے کہ وہ پانچ سات یا دس برس کے لئے گائے کے کاٹنے کی قطعی ممانعت کر دے اور اس کے بعد بھی صرف بانجھ اور بوڑھی گائے کے کاٹنے کی اجازت ہو جس سے کہ دودھ کی توقع نہ کی جا سکتی ہو۔

گائے کے کاٹنے کے مخالفین دستخط کرانے والوں سے دستخط کراتے کی التجا کرتے ہیں۔ اس سلسلہ میں جہاں تک بے رحمی کا سوال ہے۔ ہم پوچھتے ہیں کہ ایک بکری اور گائے میں کیا فرق ہے کیا ظلم دونوں پر نہیں ہوتا۔ اور کیا دونوں مساوی طور پر رحم کے مستحق نہیں۔ کیونکہ انسان کے لئے نقصان کا باعث نہیں رکھیاں اور مچھر انسان کے لئے نقصان کا باعث ہیں اور ان کو ہلاک کرنے کی مہاتما گاندھی نے بھی اجازت دی تھی، تو پھر گائے کشی کے سلسلہ میں رحمدلی کا کیوں واسطہ دیا جاتا ہے اس سلسلہ میں تو ہر جانور رحم کا مستحق ہے جو انسان کے لئے ایذا رسان نہیں۔ اور جو معصوم اور بے گناہ ہے۔ ہماری رائے میں راشٹریہ سیوم سنگ کو گائے کشی کے بند کرنے کا مطالبہ نہ تو مذہب کی بنیادوں پر کرنا چاہیئے نہ رحمدلی کا واسطہ دے کر۔ ہمارا مطالبہ صرف اقتصادی بنیادوں پر ہونا چاہیئے جس میں کہ یقیناً کامیابی ہو سکتی ہے۔

احراری مخالفت کا تلخ نتیجہ

روزنامہ پرتاپ دہلی مورخہ ۱۰ نومبر ۱۹۵۲ء میں زیر عنوان "احمدیوں کی شامت آئی" مندرجہ ذیل ایڈیٹوریل نوٹ شائع ہوا ہے۔ اگرچہ ہم اس کی تفصیل سے بھی کلی طور پر متفق نہیں۔ تاہم اس سے احراریوں کی مشتعل کی ہوئی آگ کا نتیجہ ضرور ظاہر ہوتا ہے۔ (ایڈیٹر)

"سمجھا یہ جاتا تھا کہ پچھلے دنوں پاکستان میں احمدیوں کے خلاف جو طوفان بدتمیزی اٹھا تھا وہ ختم ہو چکا ہے۔ اخبارات میں بھی انہیں گالیاں کم دی جا رہی تھیں۔ لیکن اب یہ پتہ چلا ہے کہ یہ ظاہرا خاموشی دراصل ایک طوفان کا پیش خیمہ تھی۔ اور یہ طوفان پاکستان کی آئین ساز اسمبلی میں آنے والا ہے۔ جہاں کراچی کے مسٹر گذدر نے ایک ریزولیوشن کا نوٹس دیا ہے۔ جس میں اس بات کا مطالبہ کیا گیا ہے۔ کہ پاکستان کے احمدیوں کو ہندوؤں، پارسیوں اور عیسائیوں کی طرح اقلیت تصور کیا جائے۔ دیکھنے کی بات ہے۔ کہ پاکستان کی آئین ساز اسمبلی اس پر کیا فیصلہ دیتی ہے۔

درست ہے کہ یہ مسئلہ پاکستان کا گھریلو مسئلہ ہے۔ جس سے ودیشیوں کو کوئی سروکار نہیں۔ اس کا ایک پہلو ہے جس سے بھارت کے سیکولرسٹ آنکھیں بند نہیں کر سکتے۔ آج بھارت کے کانگرسی پاکستانیوں پر فریفتہ ہیں۔ لیکن وہ سوچیں کہ جو مسلمان قادیانیوں کو مسلم تک ماننے کو تیار نہیں ان کی تنگ نظری ہندوؤں کو کیا برداشت کرے گی۔ جو لوگ اپنے آپ کو مسلمان کہتے ہیں مسلمان طریقہ پر رہتے ہیں۔ مسلم دھرم پر ایمان رکھتے ہیں ان کو بھی جو لوگ مسلمان تسلیم کرنے کو تیار نہیں وہ ہندوؤں سے کیا انصاف کریں گے۔ کیا اس کے بعد بھی کوئی کانگرسی ہندوؤں کے پاکستان میں رہنے پر اصرار کرے گا؟

ایک حمام میں کئی ننگے

ہندی رسالہ "سریتا" نے جب یہ لکھا کہ پراچین ہندو گئو ماس کھاتے تھے تو آریہ سماج نے بجا طور پر اسکے خلاف مقدمہ چلانے کی تحریک شروع کر دی اور سناتن دھرمیوں نے بھی اس کام میں اسکا ساتھ دیا۔ لیکن معلوم ہوتا ہے کہ اس بیماری کی جڑیں بہت گہری ہیں! اور کئی آریہ سماجی بھی اس مرض کے مریض ہیں "سریتا" نے مقدمہ چلانے کا چیلنج منظور کرتے ہوئے بطور سند مشہور آریہ سماجی اور گوروکل کے سناتک پنڈت ہے۔ چندر ددیا النکار کی ایک کتاب "بھارتیہ اتہاس کی روپ ریکھا" کا حوالہ دیا ہے جس میں وہ لکھتے ہیں کہ:-

"آریہ لوگ پورے ماس آہاری تھے۔ گائے کو اس وقت اگنیہ (ناقابل قتل) کہنے گئے تھے تو بھی بیاہ کے سمے یا مہمان کے آنے پر بیل یا بانجھ گائے کو مارنے کا رواج تھا۔"

یہ سند پیش کرنے سے اس رسالہ کا مقصد یہ ہے کہ ہم پر کیوں برستے ہو پہلے اپنے آریہ سماجی بھائی کی کتاب ضبط کراؤ! اور اس پر مقدمہ چلا کر اسے جیل بھجواؤ۔ ہم تو محض نقل کرتے ہیں۔ پنڈت جے چندر ددیا النکار گوروکل کے سناتک ہو کر بھی علاوہ آل انڈیا ہندی ساہتیہ سمیلن کے پردھان بھی ہیں حیرانی کی بات ہے کہ گئو بھکت ہونیکا دعویٰ کرنیوالے ہندو بھائیوں نے انہیں اپنے ووٹ دیکر سمیلن کا پردھان کیسے [illegible] (ریاست دہلی ۱۵ نومبر)

تثلیث اور عقل و فکر

از مکرم خواجہ غلام نبی صاحب سابق ایڈیٹر اخبار الفضل

عیسائیت کے نہایت اہم اور بنیادی عقائد میں ایک عقیدہ توحید فی التثلیث اور تثلیث فی التوحید ہے۔ یعنی عیسائی صاحبان یہ عقیدہ رکھتے ہیں۔ کہ "ایک میں تین خدا اور تین ایک خدا ہے"۔ اس پر اپنی نجات کا مدار رکھتے اور ساری دنیا کو یہی عقیدہ ماننے کی تلقین کرتے اور اسی کو سب کی نجات کا موجب قرار دیتے ہیں لیکن انسانی علم اور عقل یہ عقیدہ سمجھنے سے یکسر عاری اور معذور ہے اور نہ صرف عام انسان بلکہ دنیا کے تمام کے تمام انسان معذور ہیں۔ حتیٰ کہ خود عیسائی صاحبان بھی۔ ان کے بڑے بڑے علماء اور فضلاء اور بڑے بڑے پادری صاحبان بھی معذور ہیں۔ اور کھلم کھلا اپنی اس عاجزی اور عدم فہمی کا اعتراف کرتے رہے اور کرتے چلے آ رہے ہیں۔ لیکن کس قدر حیرت اور تعجب کی بات ہے۔ کہ جس عقیدہ کو خود ان میں سے آج تک نہ کوئی سمجھ سکا۔ اور نہ سمجھ سکتا ہے۔ اور اس کا اقرار وہ خود کرتے ہیں۔ وہ عقیدہ دوسروں کے سامنے پیش کر کے اسے قبول کرنے پر اصرار کرتے اور اسے ذریعہ نجات ٹھہراتے ہیں۔ حالانکہ جب ان سے کہا جائے اگر یہ عقیدہ اتنا ضروری اور ایسا اہم ہے۔ تو مہربانی فرما کر اسے سمجھا دیجئے۔ دلائل اور براہین سے اس کو درست اور صحیح ثابت فرمائیے۔ اور کم از کم اتنی تکلیف تو ضرور فرمائیے کہ ہماری عقل اور سمجھ میں کچھ آ سکے۔ اگر آپ اس قدر تکلیف فرما سکیں تو ہم بڑی خوشی سے اسے قبول کریں گے۔ اور مزید براں آپ کے شکر گذار بھی ہوں گے۔

لیکن ہر طالب حق اور متلاشی صداقت کی بامخلصانہ التماس کر یہ جواب دے دیا جاتا ہے۔ کہ توحید فی التثلیث اور تثلیث فی التوحید کا جو عقیدہ عیسائیت کی طرف سے تمہارے سامنے پیش کیا گیا ہے۔ اس کے درست اور صحیح ہونے میں تو قطعاً کلام نہیں۔ اور اس کی صداقت کے متعلق شک و شبہ کرنا بہت بڑی غلطی ہے۔ لیکن اگر یہ کہو کہ عقل و فکر میں آنے والی کوئی دلیل اس کی صداقت میں پیش کی جائے اور علم و سمجھ کی رو سے اس کی سچائی ثابت کی جائے۔ تو یہ ناممکن ہے۔ اس لحاظ سے آج تک کسی نے نہ اسے درست ثابت کیا ہے اور نہ کر سکتا ہے۔ اس کے متعلق سب دلائل عقلی ہیچ ہیں۔ دنیا میں آج تک ایسے دلائل عقلی ایجاد ہی نہیں ہوئے۔ یا کسی کی سمجھ میں ہی نہیں آئے۔ جو کسی کے فہم و ادراک کے احاطہ میں آ سکیں۔ اور جب صورت حال یہ ہے تو آپ کے لئے کہاں سے "دلائل عقلی" مہیا کئے جائیں سادہ کس طرح آپ کی عقل میں انہیں ٹھونسا جا سکے۔

عیسائی صاحبان کا یہ انوکھا جواب سن کر ہر مذہب و ملت کا محقق دم بخود رہ جاتا اور سوچنے لگتا ہے۔ کہ عجیب قسم کے انسانوں سے پالا پڑا ہے۔ وہ خود برائے تحقیق ایک عقیدہ پیش کرتے ہیں۔ لیکن جب دلائل کا ذکر آتا ہے۔ اور یہ ذکر لانے کے سوا چارہ بھی کیا ہے تو یہ جواب دے دیا جاتا ہے۔ کہ دلائل کا نام ہی نہ لو۔ اور یوں ہی ایک گورکھ دھندا مان کر تثلیث کے قائل ہو جاؤ۔ مگر جس کے نزدیک محض صداقت ہو۔ کسی قسم کا دنیوی لالچ نہ ہو۔ وہ کس طرح ایک بے دلیل دعویٰ کا قائل ہو سکتا ہے۔

عیسائی صاحبان کا یہ پریشان کن جواب جو شخص بھی سنے گا۔ حیران و ششدر رہ جائے گا لیکن یہ بھی تو خیال کرنا چاہیئے۔ کہ عیسائی سوائے اس کے اور کر بھی کیا سکتے ہیں۔ اور اس کے سوا دوسرا جواب دے بھی کیا سکتے ہیں۔ وہ بے حد مجبور اور لاچار ہو کر یہ جواب دیتے ہیں ورنہ خود بھی اچھی جانتے ہیں۔ کہ عقل و فکر کی دنیا میں اس کی کیا قدر و قیمت ہے۔ اور دنیا کا ہر فرد اسے کس نظر سے دیکھتا ہے۔

ناظرین سمجھ سکتے ہیں۔ کہ اگر عیسائی صاحبان کے پاس تثلیث فی التوحید کے اثبات میں عقلی دلائل ہوتے یا ہو سکتے۔ اور اس مسئلہ کو عقل کی کسوٹی پر پرکھا جا سکتا۔ تو جب سے اسے اختراع کیا گیا ہے۔ اسی وقت کیوں نہ پیش کئے جاتے اور اس کے برعکس اس بارہ میں اپنی تہی دستی اور محرومی کا اقرار کیوں کیا جاتا۔ اور جب سابقہ عیسائی صاحبان اور ان کے علماء یہی کہتے چلے آئے ہیں۔ کہ دلائل عقلی سے تثلیث کے مسئلہ کا ثبوت ناممکن ہے یہ آدمی کی سمجھ سے بالا ہے۔ اس کو سمجھنے والا نہ کوئی پیدا ہوا اور نہ ہو گا تو اب کوئی عیسائی کہاں سے دلائل لائے اور کس طرح کسی کو سمجھا سکے۔

ذیل میں چوٹی کے چند عیسائی علماء کے بیان پیش کئے جاتے ہیں۔ ان سے ناظرین اندازہ کریں گے۔ کہ عیسائی دنیا تثلیث کے عقیدہ کو ماننے اور دنیا کے سامنے پیش کرنے میں کہاں تک حق بجانب اور کسی قدر مضبوط اور ٹھوس بنیاد پر قائم ہے۔

پادری فنڈر صاحب اپنی کتاب "مفتاح الاسرار" میں لکھتے ہیں:-

"مسیح کی الوہیت اور خدا کی پاک ذات کی تثلیث بھی ایسی ہی ہیں وے خدا کی پاک ذات کے ان بھیدوں میں سے ہیں۔ جن کی تشبیہیں موجودات میں نہیں پائی جاتیں۔ اور اسی سبب سے آدمی ان کو پہچاننے اور بیان کرنے سے لاچار ہوتے ہیں۔ اور جب تک ہم اس دنیا میں ہیں۔ محال ہے کہ وہ بھید تماماً اور کاملاً ہم بندوں پر کھولے جائیں"

مزید یہ لکھتے ہیں:-

"اس بات کی تفصیل اور ثبوت کہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ ذات خدا تعالےٰ کی وحدانیت باوجود تین اقنوم کے معدوم نہ ہو۔ انسان کی طاقت سے باہر ہے"۔

پادری عماد الدین لکھتے ہیں:-

"تثلیث جو اسرار الٰہی میں سے ایک سر ہے۔ اس طرح پر مذکور ہے۔ کہ خدا ایک ہے۔ اور خدا تین ہے یعنی الوحدت فی التثلیث و تثلیث فی الوحدت ایک میں تین اور تین میں ایک یہ آدمی کی سمجھ سے اونچی ہے (تحقیق الادیان ص۱۲۴)

پادری ڈبلیو ٹامسن ایم۔ اے اپنی کتاب تشریح التثلیث ص۲۲ میں لکھتے ہیں۔

"خلقت کے استدلال اور عقلی دلائل اس میں چل نہیں سکتے"۔

پادری صفدر علی صاحب لکھتے ہیں:-

مسئلہ تثلیث جو اسرار ماہیت ذات مغیب و سر خدائے ذوالجلال سے ہے۔ دلائل عقلی سے اس کا ثبوت و ابطال دونوں ناممکن ہیں"۔ (نیاز نامہ ص۱)

یہ تو ان لوگوں کے حوالے ہیں جنہوں نے اپنے گھروں میں بیٹھ کر اور اس شرمندگی اور ندامت سے دور رہ کر لکھے۔ جو اس قدر کچی اور معقولیت سے عاری بات کہنے والے کو کسی کے سامنے بیان کرنے سے لاحق ہو سکتی ہے لیکن حیرت کی بات یہ ہے کہ پادری مارٹن کلارک صاحب نے میدان مناظرہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے سامنے بیٹھ کر ہزاروں انسانوں کی موجودگی میں تثلیث کے بے سروپا ہونے کا اعتراف ان الفاظ میں کیا:-

"کثرت فی الوحدت ایک ایسا مسئلہ ہے کہ نہ اس کے سمجھنے والا پیدا ہوا نہ ہو گا"۔ (جنگ مقدس ص۹۸)

یہ اور اسی قسم کے اور بہت سے حوالے پیش کئے جا سکتے ہیں۔ جن سے ثابت ہے کہ خود عیسائی صاحبان کی آراء کے ماتحت تثلیث کا مسئلہ ایسا لاینحل اور پیچیدہ مسئلہ ہے کہ کسی انسان کے فہم و ادراک میں آ ہی نہیں سکتا۔ اور جب اصل حقیقت یہ ہے تو کیا عیسائیوں کے لئے مناسب ہے کہ وہ اس مسئلہ کو قبول کرنے دوسروں کو دعوت دیں۔ اور اس پر نجات کا مدار بتائیں قطعاً نہیں انہیں تو چاہیئے اور صاف طور پر سچائی کو مدنظر رکھتے ہوئے یہ کہیں کہ تثلیث فی التوحید ایک ایسی الجھن ہے۔ جو نہ حل ہو سکتی ہے اور نہ حل ہونے کے قابل ہے۔ بلکہ یہ ایسے لوگوں کی ایجاد ہے۔ جو محض ضد اور تعصب کی وجہ سے عیسائیت کا ڈھانچہ کھڑا رکھنے کے درپے ہیں۔ انہیں اس سے غرض نہیں کہ عیسائیت کی طرف عقائد منسوب کئے جاتے ہیں۔ ان میں معقولیت ہو یا نہ ہو وہ صرف یہ چاہتے تھے کہ عیسائیت کے نام سے کچھ الٹی سیدھی اشکال گھڑ کر پیش کر دیں۔ وہ کسی کی سمجھ میں آئیں یا نہ آئیں ان کی بلا سے۔ ان میں کوئی معقولیت پائی جائے یا نہ پائی جائے۔ انہیں کیا۔ ان کے ہاتھ میں اور ان کے بعد ان کے سے کج بحث لوگوں کے ہاتھوں میں عیسائیت کا ڈھنڈورا پیٹنے کے لئے کچھ نہ کچھ ہونا چاہیئے۔ پس عیسائیت کے مسئلہ تثلیث۔ کفارہ وغیرہ کی اس سے بڑھ کر اور کوئی وقعت نہیں ہے۔ لیکن موجودہ زمانہ میں جبکہ ہر ایک بات معقولیت کی کسوٹی پر پرکھی جاتی۔ ہر ایک مسئلہ عقل و دانش کے سامنے پیش کرنے کے بعد قبول کیا جاتا ہے اور براہ دلائل اور براہین کے ذریعہ جانچا جاتا ہے۔ ایسے ناقابل فہم اور ناقابل حل عقائد کو خود بھی ترک کر دیں۔ کجا یہ کہ دوسرے لوگوں کو ان کے قبول کرنے کی دعوت دیں۔

لیکن اگر ہمارا یہ مخلصانہ مشورہ انکے لئے قابل قبول نہ ہو اور وہ یہی ضروری سمجھیں کہ ایسے مضحکہ خیز مسائل لوگوں کے سامنے پیش کرتے رہیں۔ تو ان کی مرضی بیشک وہ یہ کہتے پھریں۔ کہ دنیا کے تمام مذاہب کے مقابلہ میں یہی عقائد سچے اور انسان کی نجات کا ذریعہ ہیں۔ جو عیسائیت پیش کرتی ہے مگر عقل و فکر سے ان کا کوئی واسطہ نہیں۔ نہ کسی کی عقل میں یہ آ سکتے ہیں۔ اور نہ کوئی ان کی معقولیت کو سمجھ سکتا ہے۔ ورنہ مرد میدان بنیں ...

لجنہ اماء اللہ ہبلی (کرناٹک) کا قیام

خدا کے فضل و رحم کے ساتھ اللہ تعالےٰ یہاں اپنے خاص فضل سے دو ماہ سے جماعت کا قیام فرمایا ہے۔ اس سے قبل بدر میں ہماری اس نئی جماعت کا اعلان ہو چکا ہے۔ اعلان کے وقت افراد کی تعداد ۱۴ تھی۔ مگر اب خدا تعالےٰ کی نصرت سے یہ تعداد ۳۵ تک پہنچ گئی ہے۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔ جماعت کے قیام کے ساتھ ہی تنظیم بھی عمل میں لائی گئی ہے۔ انصار اللہ۔ خدام الاحمدیہ اطفال الاحمدیہ اور لجنہ اماء اللہ کی مجالس کے قیام کے بعد باقاعدہ ہر ہفتہ اجلاس ہو رہے ہیں ہمارا پہلا جلسہ انتخاب عہدیداراں کے لئے ہوا تھا۔ چنانچہ زہرہ بی اہلیہ عبد الرزاق صاحب کتور پریذیڈنٹ صدر اور خاکسارہ جنرل سیکرٹری منتخب ہوئی۔ ہمارا دوسرا جلاس زیر صدارت زہرہ بی اہلیہ عبد الغنی صاحب پردہ والے سیکرٹری تبلیغ بروز جمعہ ہوا۔ چنانچہ ننھی بو اہلیہ حضرت صاحب جنرل سیکرٹری۔ عائشہ بی کتور نیت پریذیڈنٹ صاحب اور خاکسارہ نے علی الترتیب احمدیت قبول کرنے کی غرض"۔ "خدا نے ایک نئی جماعت کا کیوں قیام فرمایا ہے"۔ "ہم غیر احمدیوں کے پیچھے کیوں نماز نہیں پڑھتے" کے عنوانوں پر تقاریر کیں۔ آخر میں ہمارے بھائی چوہدری مبارک علی صاحب فاضل نے تقریر فرمائی جس میں انہوں نے عورتوں کے فرائض اور عورتوں کو دین سیکھنے کی اہمیت پر روشنی ڈالی۔ آپ کے بعد آئندہ اجلاس کے لئے حسب ذیل پروگرام قرار پایا:۔

تقریر	اہلیہ حضرت صاحب	وفات مسیح علیہ السلام از روئے قرآن
تقریر	اہلیہ عبد الغنی صاحب	اجرائے نبوت از روئے قرآن
تقریر	عائشہ بی کتور	صداقت مسیح موعود علیہ السلام
تقریر	خاکسارہ	حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ ہی حقیقی مصلح موعود ہیں۔

اس کے علاوہ روزانہ عورتوں میں باقاعدہ تعلیمی پروگرام بھی شروع ہے اور خواندہ مستورات کو ترجمہ قرآن کریم معمولی صرف نحو کے ساتھ سکھلایا جا رہا ہے۔ تمام بزرگان دین و درویشان قادیان نیز خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے درخواست ہے کہ وہ ہماری جلد جلد ترقی کے لئے دعا فرمائیں۔

آپکی دعاؤں کی محتاج
ہاجرہ بی کتور جنرل سیکرٹری لجنہ اماء اللہ
ہبلی (کرناٹک)

مکفرات ذنوب کیا ہیں؟

فرمودہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ

(۱) خالص توبہ
(۲) استغفار
(۳) اعمال صالحہ
(۴) مومن کی دعا
(۵) رسول اکرم صلعم کی دعا،
(۶) رسول اکرم کی شفاعت
(۷) احزان و صدمات جو مابعد الموت طاری ہوتے ہیں۔
(۸) وہ اعمال اور صدقات جن کا اثر میت کو پہنچنا شروع سے ثابت ہے جیسے میت کی طرف سے روزہ رکھنا۔ حج کرنا۔ میت کی اولاد صالحہ۔ میت کا وہ عمل جس کا نفع جاری ہے۔
(۹) دنیویہ صدمات
(۱۰) کرب قیامت
(۱۱) اقتصاص عند المیزان
(۱۲) صدق توحید
(۱۳) رحمت الرحم الراحمین جس کی سبقت غضب پر منصوص ہے۔

(مکتوبات اصحاب احمد جلد اول مرسلہ جناب مولوی محمد اسمٰعیل فاضل یادگیر)

احباب جماعتہائے ہندوستان توجہ فرمائیں

از مکرم ناظر صاحب اعلیٰ قادیان

احمدیہ جماعت خدا تعالےٰ کے فضل سے ایک مقدس اور منظم، فعال اور زندہ جماعت ہے۔ اور خدا تعالےٰ نے اس کو جماعت کا نام اسی لئے دیا ہے کہ وہ ایک ہاتھ پر اٹھتی اور ایک ہاتھ پر بیٹھتی ہے

لیکن افسوس ہے کہ بعض جماعتیں مرکز کے دفاتر اور نظارتوں کے ساتھ پورا پورا تعاون نہیں کرتیں۔ اور جو ہدایات اور تحریکات مرکز کی طرف سے جاری کی جاتی ہیں۔ ان پر پوری طرح لبیک نہیں کہا جاتا۔

اس طرح نہ متفرق جماعتیں اپنی اپنی جگہ روحانی اور تنظیمی ترقی کرتی ہیں۔ اور نہ ہی مرکز پورے طور پر ان کی نگرانی کر سکتا ہے۔ اور ان کی روحانی اور علمی ضروریات کو پورا کر سکتا ہے

اس وقت مرکز کی مالی حالت بھی بہت کمزور ہے۔ اور مالی کمزوری کی وجہ سے بہت سے ضروری کام ادھورے پڑے ہوئے ہیں۔ امید ہے کہ احباب اپنے بیعت کے عہد کو پورے طور پر نبھائیں گے اور خدا تعالےٰ سے انعامات و برکات کے وارث ہوں۔

بقیہ صفحہ ۵ ایک نیا ٹیکس

ارث ہوتے ہیں۔ بلکہ اس کی لڑکیاں بیوی اور دوسرے قریبی رشتہ دار بھی قرابت کے مطابق ورثہ لیتے ہیں۔ اس طرح روپیہ صرف ایک شخص یا چند اشخاص کے ہاتھوں میں جمع نہیں ہو سکتا۔ بلکہ تقسیم در تقسیم ہو کر سرمایہ داری پر ایک کاری ضرب لگتی رہتی ہے۔ اور نہ امیر حد سے زیادہ امیر ہو سکتے ہیں اور نہ ہی غریب حد سے زیادہ غربت کا شکار ہوتے ہیں

کیا ہی اچھا ہو کہ حکومت بجائے نت نئے تجربات کرنے کے اسلام کے زریں تجربہ شدہ اور کامیاب اصولوں کو اپنائے۔

سلسلہ عالیہ احمدیہ سے متعلق
ہر قسم کی کتابیں
عبد العظیم درویش تاجر کتب قادیان
سے
حاصل کریں!

"پیغام صلح" کے بیان کی تردید بقیہ صفحہ ۴

ہمارے حوالے بگڑی ہوئی خطرناک صورت میں عوام الناس غیر احمدیوں کے سامنے آ چکے ہیں۔ اس لئے اب یہ کھیل پرانا ہو چکا ہے۔ اس سے کوئی خاص فائدہ نہیں ہوگا۔ ہم ممنون ہیں عقلمند غیر مبایعین کے کہ انہوں نے موجودہ جھگڑے میں اسباب کو خوب محسوس کیا۔ کہ یہ تلوار صرف مبایعین پر نہیں چل رہی غیر مبایعین پر بھی چل رہی ہے۔ غیر احمدی علماء نے صاف فتویٰ دیدیا ہے کہ اس بات کا کوئی سوال ہی نہیں کہ مرزا صاحب مجدد تھے یا نہیں سوال یہ ہے کہ مرزا صاحب مرتد تھے کافر تھے۔ چنانچہ مولوی عبد الحامد صاحب بدایونی کا خط ناظر صاحب دعوت و تبلیغ کو اس مضمون کا آ چکا ہے۔ جس میں وہ لکھتے ہیں۔

" جناب مرزا کے دعاوی و بیانات پر نظر رکھنے والے افراد کی آپ حضرات کے بارے میں جو رائے ہے۔ وہ ظاہر ہے جس شخص نے حضرات انبیاء کرام کی اہانت کی ہو حضرات اہل بیت اطہار سے اپنے مقام کو بڑھایا ہو۔ صفات احدیت کو خود اپنی ذات میں جمع کیا ہو اس کے مجدد یا مسیح موعود ماننے والوں کو بھی ہم قادیانیوں جیسا ہی سمجھتے ہیں"۔

غرض سب عقلمند غیر مبایعین نے سمجھ لیا ہے کہ ان حالات میں تبر حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر پڑ رہا ہے۔ کسی ایک جماعت پر نہیں پڑ رہا۔ اور مخالفت کسی ایک حصہ کی نہیں بلکہ ساری احمدیت کی ہے۔ اور بقول زمیندار صرف دمشقی اور اندلسی کا فرق ہے۔ ورنہ بات ایک ہی ہے۔

ہم سمجھتے ہیں کہ یہ عقلمند فرقہ آئندہ بھی اپنے رویہ پر قائم رہے گا۔ ورنہ بہر حال یہ ان کا اپنا کام ہے۔ اگر وہ عقل سے کام لیں گے تو فائدہ اٹھائیں گے نہیں لیں گے تو خدا تعالےٰ کے قانون کی گرفت میں آئیں گے۔

میاں صاحب کو یہ معلوم ہونا چاہیئے کہ ہم تو یہ خیال کرتے تھے کہ ان کے عقائد میں کچھ فرق آ گیا ہے کیونکہ چوہدری ظہور احمد صاحب باجوہ نے حال ہی میں انگلستان سے مجھے رپورٹ بھیجی ہے کہ اب ووکنگ مشن کے ذریعہ سے انگریز احمدی بھی ہونے لگ گئے ہیں۔ گویا وہی تعلیم جس کو پہلے زہر قرار دیا جاتا تھا۔ اب تریاق قرار دے دی گئی ہے۔ چنانچہ ووکنگ مشن کے ذریعہ سے ایک احمدی ہونے والی عورت ہمارے مشن میں بھی آئی۔ اور ہمارے مشنری سے اس نے باتیں کیں۔ پس ہم تو یہ امید رکھ رہے ہیں۔ کہ جلد ہی احمدیت کی تبلیغ ایک ضروری چیز قرار دے دی جائے گی۔ اور غیر مبایعین بھی انگلستان اور امریکہ میں کھلے بندوں احمدیت کی تبلیغ کرنے لگ جائیں گے۔ اور خدا تعالےٰ دونوں فریق کو اس بات کی توفیق دے گا۔ کہ وہ احمدیت کی اشاعت میں حصہ لیں۔ (الفضل)

خاکسار مرزا محمود احمد ۵۲/۱۱/۲۴

نبی، رسول اور محدّث میں کیا فرق ہے

از حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم۔اے مدظلہ العالی

سوال۔ نبی۔ رسول اور محدث میں کیا فرق ہے اور ان میں سے کس کو شریعت دی جاتی ہے اور کس کو نہیں دی جاتی؟

جواب:۔ اس سوال کے جواب میں مختصر طور پر یاد رکھنا چاہیئے کہ نبی کا لفظ نباء سے نکلا ہے جس کے معنے خبر کے ہیں۔ اور چونکہ عربی قاعدہ کے مطابق فعل کے مطابق اسم میں زیادہ شدت کا مفہوم پیدا ہو جاتا ہے۔ اس لئے نبی کے معنے ایسے شخص کے ہوں گے۔ جو کسی کی طرف سے کوئی بڑی خبر پاتا ہے یا زیادہ کثرت سے پاتا ہے۔ لیکن اصطلاحی طور پر نبی کے مفہوم میں ذیل کی تین باتوں کا پایا جانا ضروری ہے۔

(۱) اول یہ کہ اس کے ساتھ خدا کثرت سے کلام کرے۔

(۲) دوسرے یہ کہ یہ خدائی کلام اہم امور غیبیہ پر مشتمل ہو۔

(۳) تیسرے یہ کہ خدا اسے خود نبی کا نام دے۔ تیسری شرط اسلئے ضروری ہے کہ اس بات کو صرف خدا ہی جان سکتا ہے۔ کہ کسی شخص کے ساتھ اس کا مکالمہ و مخاطبہ اس حد کو پہنچ گیا ہے یا نہیں کہ اس کی وجہ کہ وہ نبی کا نام پانے کا مستحق ہو جائے

دوسری اصطلاح رسول کی ہے سو یہ لفظ چونکہ رسالت سے نکلا ہے جس کے معنے پیغام کے ہیں۔ اس لئے رسول اس شخص کو کہتے ہیں جو کسی طرف سے کوئی پیغام لے کر آئے اور اصطلاحی طور پر رسول اس شخص کو کہتے ہیں جو خدا کی طرف دنیا کے نام (یا دنیا کے کسی حصہ کا نام) کوئی خاص پیغام لے کر آئے اور اسکے لئے دو شرطیں ضروری ہیں:۔

(۱) اول یہ کہ وہ خدا کی طرف سے کوئی خاص پیغام لانے کا مدعی ہو۔

(۲) یہ کہ اسے خدا کی طرف سے رسول کا نام دیا جائے۔ کیونکہ اس بات کو صرف خدا ہی جانتا ہے کہ آیا کسی کا لایا ہوا پیغام اس نوعیت کا ہے کہ وہ اس کی وجہ سے رسول کہلانے کا حقدار سمجھا جائے ورنہ بعض اوقات عام مومنوں کی خوابوں یا الہاموں میں بھی خدائی اشارے یا خدائی پیغام شامل ہوتے ہیں۔ مگر اس کی وجہ سے وہ رسول نہیں کہلاتے

یہ بات بھی یاد رکھنی ضروری ہے کہ رسول کا لفظ انسان رسولوں کے علاوہ ان فرشتوں پر بھی بولا جاتا ہے جو کسی بندے کے نام خدا کی طرف سے کوئی پیغام لے کر آتے ہیں۔ اور قرآن شریف میں بھی ان معنوں میں استعمال ہوا ہے چنانچہ خدا تعالےٰ فرماتا ہے:۔

مَا ارسلنا من قبلك من رسول ولا نبی الا اذا تمنّى القى الشيطٰن فی امنیتہ (سورہ حج رکوع)

یعنی:۔ "ہم نے تجھ سے پہلے کبھی کوئی رسول نہیں بھیجا اور نہ ہی کوئی نبی بھیجا ہے کہ اس نے جب بھی اپنے مشن کی کامیابی کے لئے کوئی (سکیم بنا کر) آرزو قائم کیں تو شیطان نے لازماً اس کی ان آرزوؤں میں رخنہ پیدا کرنے کی کوشش شروع کر دی۔"

اس جگہ رسول کے لفظ میں انسان رسول اور ملائکہ رسول دونوں شامل ہیں اس لئے رسول اور نبی کے درمیان ولا (اور نہ ہی) کے الفاظ رکھ کر تفریق کی گئی ہے۔ ورنہ عام حالات میں اس کی ضرورت نہیں تھی۔

تیسری اصطلاح محدث کی ہے یہ لفظ حدیث سے نکلا ہے جس کے معنے بات یا کلام کے ہیں۔ اور اصطلاحی طور پر محدث اس شخص کو کہتے ہیں۔ جو خدا کے کلام سے مشرف ہو۔ لیکن یہ کلام اپنی کیفیت اور کمیت میں اس درجہ کا نہ ہو کہ اس کی وجہ سے اس الہام کا پانے والا نبی کہلا سکے۔ مگر دوسری طرف یہ بھی ضروری ہے۔ کہ یہ کلام کبھی کبھار الہام پانے والوں کی نسبت زیادہ کثرت کا رنگ رکھتا ہو۔

اوپر کی مختصر تعریفوں سے ظاہر ہے کہ نبی اور رسول میں تو درجہ کا فرق نہیں ہوتا بلکہ صرف جہت کا فرق ہوتا ہے۔ لیکن نبی اور محدث میں تو جہت کا فرق نہیں ہوتا۔ بلکہ صرف درجہ کا فرق ہوتا ہے ایک شخص نبی تو اس لحاظ سے کہلاتا ہے کہ وہ کثرت مکالمہ و مخاطبہ سے مشرف ہوتا ہے۔ اور رسول اس لحاظ سے کہلاتا ہے کہ وہ خدا کی طرف سے بندوں کے نام کوئی خاص پیغام لے کر آتا ہے ظاہر ہے کہ یہ فرق جہت کا فرق ہے۔ درجہ کا فرق نہیں لیکن دوسری طرف نبی اور محدث کو ایک ہی لائن اور ایک ہی جہت سے تعلق رکھتے ہیں۔ لیکن ان میں درجہ کا فرق ہوتا ہے یعنے جہاں ایک نبی کثرت کے ساتھ الہام پاتا اور کثرت کے ساتھ امور غیبیہ سے مشرف ہوتا ہے وہاں ایک محدث کو اس درجہ کی کثرت حاصل نہیں ہوتی۔ گو وہ عام مومنوں کی نسبت جو کبھی کبھی الہام الٰہی سے مشرف ہو جاتے ہیں۔ ضرور بڑا درجہ رکھتا ہے۔

اوپر کی تشریح سے یہ بھی ظاہر ہے کہ ہر نبی رسول ہوتا ہے اور ہر رسول نبی ہوتا ہے۔ اور یہی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے "ایک غلطی کے ازالہ" میں فرمایا ہے۔ کیونکہ کسی شخص کا نبی ہونا یعنے کثرت مکالمہ و مخاطبہ سے مشرف ہونا اور مکالمہ بھی ایسا جس میں دنیا کے لئے اہم خبریں ہوں۔ بے معنی ہوگا جب تک وہ ساتھ ہی رسول نہ ہو اور کسی شخص کا رسول ہونا یعنے خدا کی طرف سے خاص پیغام لے کر آنا بے معنی ہوگا جب تک وہ ساتھ ہی نبی (یعنی کثرت مکالمہ سے مشرف) نہ ہو۔ لیکن دوسری طرف محدث کے لئے مبعوث ہونا ضروری نہیں بلکہ صرف عام مومنوں کی نسبت کلام الٰہی سے زیادہ مشرف ہونا ضروری ہے۔ گویہ بھی ضروری نہیں کہ ہر محدث لازماً غیر مبعوث ہو۔ قرآن شریف کی سورہ حج والی آیت کی ایک قرأت یہ بھی آئی ہے کہ

ما ارسلنا قبلك من رسول ولا نبی ولا محدث الخ

یعنی ہم نے کبھی کوئی رسول نہیں بھیجا اور نہ ہی کبھی کوئی نبی اور محدث بھیجا ہے کہ شیطان نے اس کے رستہ میں رخنہ پیدا کرنے کی کوشش نہ کی ہو۔"

اس سے ظاہر ہے کہ بعض محدث مبعوث بھی ہوتے ہیں۔ اور اسلام کے اکثر مجدد محدث تھے واللہ اعلم۔ اب رہا یہ سوال کہ ان میں سے کون شریعت لاتا ہے اور کون شریعت نہیں لاتا؟ سو محدث کے متعلق تو شریعت کے لانے کا سوال پیدا ہی نہیں ہوتا بلکہ جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا ہے یہ بھی ضروری نہیں کہ وہ مبعوث ہو البتہ نبیوں اور رسولوں میں سے بعض شریعت لائے ہیں اور بعض صرف سابقہ شریعت کی خدمت اور تجدید کے لئے مبعوث کئے جاتے ہیں۔ جیسا کہ قرآن شریف سے ثابت ہے کہ حضرت موسیٰ کے بعد بنی اسرائیل میں بہت سے ایسے نبی آئے جنہیں کوئی نئی شریعت نہیں دی گئی بلکہ وہ صرف موسوی شریعت کی خدمت کے لئے مبعوث کئے گئے۔ (سورہ مائدہ رکوع ۷) حتیٰ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی کوئی نئی شریعت نہیں لائے چنانچہ وہ خود فرماتے ہیں کہ:۔

"یہ نہ سمجھو کہ میں توریت یا نبیوں کی کتابوں کو منسوخ کرنے آیا ہوں۔ منسوخ کرنے نہیں بلکہ پورا کرنے آیا ہوں (متی باب ۵ آیت ۱۷)

ایک حدیث میں بھی اس مضمون کی طرف اشارہ ملتا ہے۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ کل نبی ایک لاکھ بیس ہزار گذرے ہیں جن میں ۳۱۵ رسول تھے۔ اس حدیث کے الفاظ یہ ہیں کہ:۔

عن ابی ذر قلت یا رسول اللہ کم وفاء عدۃ الانبیاء قال مائۃ الف و عشرون الفا الرسول من ذالك ثلاث مائۃ وخمسۃ عشرۃ جمّا غفیرا (مسند احمد)

یعنی ابوذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دریافت کیا کہ یا رسول اللہ نبیوں کی تعداد کتنی گذری ہے آپ نے فرمایا ایک لاکھ اور ۲۰ ہزار نبی گذرے جن میں سے تین سو پندرہ رسول تھے اور یہ تین سو پندرہ کی بہت بڑی تعداد ہے۔

اس جگہ یہ تو بہر حال مراد ہو نہیں سکتا کہ بہت سے نبی ایسے تھے جو رسول نہیں تھے یعنی انہوں نے خدا کی طرف سے کثرت کے ساتھ کلام پایا۔ اور اہم امور غیبیہ سے مشرف بھی ہوئے خدا نے ان کا نام نبی بھی رکھا مگر پھر بھی وہ لوگوں کی طرف کوئی خدائی پیغام لے کر نہیں آئے۔ ظاہر ہے۔ کہ یہ نظریہ بالبداہت غلط اور نادرست ہے۔ پس لامحالہ اس جگہ رسول سے مراد صاحب شریعت رسول لینے ہوں گے۔ اور حدیث کا منشاء یہ سمجھا جائے گا کہ ایک لاکھ بیس ہزار نبیوں میں سے شریعت لانے والے رسول صرف تین سو پندرہ تھے۔ گویا اس جگہ رسول کا لفظ مخصوص معنوں میں لیا جائے گا۔ اور جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تین سو پندرہ کی تعداد کے ساتھ جمّاً غفیراً (بہت بڑی تعداد) کے الفاظ استعمال فرمائے ہیں۔ اور ایک لاکھ بیس ہزار کی تعداد کے ساتھ یہ الفاظ استعمال نہیں فرمائے۔ حالانکہ تعداد یہ زیادہ ہے تو کہ وہ اس میں بھی یہی اشارہ کرنا مقصود ہے کہ یہ تین سو پندرہ کی تعداد شریعت لانے والے رسولوں کی ہے اور اس لحاظ سے یہ تعداد واقعی زیادہ ہے۔ کیونکہ اس کا یہ مطلب ہے کہ خدا کی طرف سے دنیا میں وقتاً فوقتاً ۳۱۵ نئی شریعتیں بھیجی ہیں۔ اور شریعتوں کے شمار کے لحاظ سے یہ ایک حقیقتاً بہت بڑی تعداد ہے فهو المراد

خلاصہ یہ کہ ہر نبی رسول ہوتا ہے اور ہر رسول نبی ہوتا ہے اور ان میں منصب اور درجہ کے لحاظ سے کوئی فرق نہیں صرف جہت کے لحاظ سے فرق ہے یعنی اس لحاظ سے کہ وہ خدا سے خبر پاتا ہے وہ نبی ہوتا ہے اور اس لحاظ سے کہ وہ لوگوں کو خدا کا پیغام پہنچاتا ہے وہ رسول ہوتا ہے۔ پھر بعض نبی اور رسول تو خدا کی طرف سے نئی شریعت لاتے ہیں اور بعض کوئی نئی شریعت نہیں لاتے بلکہ صرف سابقہ شریعت کی خدمت کے لئے مبعوث کئے جاتے ہیں۔ اس کے مقابل پر محدث نہ تو رسول ہوتا

وصیتیں

نوٹ:۔ وصایا منظوری سے قبل اس لئے شائع کی جاتی ہیں کہ اگر موصی کو یا اس کے کسی رشتہ دار کو کوئی شک ہو تو دفتر ہذا سے دریافت کر سکے۔

~~~~~ دسیکرٹری بہشتی مقبرہ قادیان)

وصیت نمبر ۱۳۰۶۲ ق منکہ محمد شفیع ولد منور احمد صاحب مرحوم عمر ۶۰ سال ساکن مودہا ڈاکخانہ رگول ضلع ہمیرپور (یو۔پی) آج بتاریخ ۳۱ ۱/۵۰ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میرے رہائشی دو مکان ہیں۔ ان کا ۱/۱۰ حصہ اور ماہوار آمد جو مبلغ ۳۰ روپے ہے۔ اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔
میری وفات پر بھی اگر مزید کوئی جائیداد ثابت ہو تو اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ میں اپنی ماہوار آمد یا جائداد کی کمی بیشی کی اطلاع مجلس کارپرداز میں دیتا رہوں گا۔
العبد محمد شفیع احمدی ۳۱ ۱/۵۰ گواہ شد غلام احمد ارشد انسپکٹر بیت المال ۳۱ ۱/۵۰
گواہ شد محمد تقی احمدی مودہا ڈاکخانہ رگول ضلع ہمیرپور ۳۱ ۱/۵۰

وصیت نمبر ۱۳۰۶۸ ق منکہ عبد السبحان احمدی ولد محمد ابراہیم صاحب عمر ۴۰ سال ساکن دیودرگ ضلع رائچور (حیدر آباد دکن) آج مورخہ ۱۹ر جنوری ۱۹۵۰ء بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔
ایک مکان نمبر ۶۰ دیودرگ رائچور جس کی قیمت مبلغ ۵۰۰ روپے سکہ عثمانیہ ہے اور زیورات طلائی و نقرئی مالیتی ۱۵۰ روپے سکہ عثمانیہ اسی طرح ایک گھوڑا و ٹانگہ قیمتی ۳۵۰ روپے اس کل رقم ایک ہزار روپے سکہ عثمانیہ کی جائیداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ نیز میری ماہوار آمد بصورت وظیفہ ۵۵ روپے و ۴۵ روپے یعنی کل آمد ماہوار ۱۰۰ روپے کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بھی بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ میں اپنی آمد کی کمی بیشی کی اطلاع مجلس کارپرداز میں دیتا رہوں گا میری وفات پر بھی اگر مزید کوئی جائیداد ثابت ہو تو اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔
العبد محمد عبد السبحان احمدی
گواہ شد محمد عبد السبحان — گواہ شد۔ محمد اسمٰعیل وکیل یادگیر

وصیت نمبر ۱۳۰۵۰ ق منکہ انوار محمد ولد حاجی محمد عبد الواحد صاحب عمر ۲۲ سال ساکن راٹھ ضلع ہمیرپور آج بتاریخ ۲۷ ۱/۵۰ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ اس وقت میری کوئی جائیداد نہیں۔ ہاں زمین زرعی جو کہ پانچ بھائیوں اور تین بہنوں میں مشترک ہے۔ اور دو دکانیں راٹھ میں ہیں۔ جن پر ہم تین بھائی قابض ہیں۔ جن کی موجودہ قیمت ۸۰۰۰ روپے ہے۔ اس جائیداد کی تقسیم کے بعد جو میرا حصہ ہوگا اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ نیز میری ماہوار آمد ۱۰۰ روپے ہے۔ اس کے ۱/۱۰ حصہ کی بھی وصیت کرتا ہوں اور حصہ آمد ماہ بماہ ادا کرتا رہوں گا۔ میری وفات پر بھی اگر کوئی مزید جائیداد ثابت ہو تو اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ العبد اسرار محمد سکرٹری مال
گواہ شد غلام نبی درویش مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ ۲ ۲/۵۰ گواہ شد انوار محمد بقلم خود ۲ ۲/۵۰

وصیت نمبر ۱۳۰۶۴ ق منکہ ابرار محمد ولد حاجی عبد الواحد صاحب عمر ۲۳ سال ساکن مسکرا ڈاکخانہ خاص ضلع ہمیرپور (یو۔پی) آج بتاریخ ۳۱ ۱/۵۰ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری موجودہ جائیداد زمین کی صورت میں ہے جو کہ پانچ بھائیوں کی تین بہنوں کی مشترک ہے۔ اس کے علاوہ دوکان میں موجودہ ملکیت ۵۰۰ روپے کا سامان ہے۔ اور ایک معمولی سا مکان بھی میرے حصہ میں ہے۔ ان کی سب کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ اس کے علاوہ میری ماہوار آمد پچاس روپے ہے۔ اسکے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بھی بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ نیز میری وفات پر جس قدر جائیداد ثابت ہو اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ العبد ابرار محمد بقلم خود ۳۱ ۱/۵۰
گواہ شد غلام احمد ارشد انسپکٹر بیت المال ۳۱ ۱/۵۰ — گواہ شد۔ محمد شفیع بقلم خود پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ راٹھ ساکن قصبہ مودہا ضلع ہمیرپور ڈاکخانہ رگول (یو۔پی)

وصیت نمبر ۱۳۰۶۱ ق منکہ اسرار محمد ولد حاجی محمد عبد اللہ صاحب عمر ۴۰ سال ساکن راٹھ ضلع ہمیرپور (یو۔پی) آج بتاریخ ۲۷ ۱/۵۰ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری موجودہ جائیداد زمین کی صورت میں ہے جو کہ پانچ بھائیوں اور تین بہنوں میں مشترک ہے۔ اس کے علاوہ راٹھ میں دو دکانیں ہم تین بھائیوں کی مشترک ہیں جو کی کل قیمت ۸۰۰۰ روپے ہے۔ تقسیم جائیداد کے بعد میرے حصہ میں جس قدر جائیداد آئے گی اسکے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ نیز میری ماہوار آمد ایک سو روپیہ ہے۔ اس کا ۱/۱۰ حصہ ماہوار ادا کرتا رہوں گا۔ میری وفات پر بھی اگر مزید کوئی جائیداد ثابت ہو تو اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ العبد اسرار محمد بقلم خود راٹھ ضلع ہمیرپور ۲۰ ۱/۵۰
گواہ شد غلام احمد ارشد انسپکٹر بیت المال ۲۰ ۱/۵۰ — انوار محمد احمدی راٹھ ضلع ہمیرپور ۲۷ ۱/۵۰

وصیت نمبر ۱۳۰۱۷ ق منکہ منشی عبد اللطیف ولد احمد نور صاحب عمر ۴۵ سال ساکن سردار نگر ڈاکخانہ سرکڑہ ضلع مراد آباد (یو۔پی) آج بتاریخ ۲۰ ۱۱/۴۹ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری ماہوار آمد ۴۰ روپے چالیس روپے ہے اسکے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ اور جائیداد مکان ۲ عدد رہائشی گاؤں میں ہیں جن کی قیمت قریباً چھ صد روپیہ ہے اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ میری وفات کے بعد بھی اگر کوئی اور جائیداد ثابت ہو تو اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک بھی صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ میں اپنی آمد کی کمی بیشی کی اطلاع مجلس کارپرداز قادیان میں دیتا رہوں گا۔
گواہ شد۔ غلام احمد ارشد۔ انسپکٹر بیت المال ۲۰ ۱۱/۴۹ — العبد عبد اللطیف بقلم خود ۲۰ ۱۱/۴۹
گواہ شد (نشان انگوٹھا) عبد ا... سردار نگر

وصیت نمبر ۱۳۰۶۳ ق منکہ سلطان احمد خاں ولد ماسٹر نذیر محمد خاں صاحب عمر ۴۵ سال ساکن مسکرا ڈاکخانہ خاص ضلع ہمیرپور (یو۔پی) آج بتاریخ ۲۹ ۱/۵۰ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری موجودہ جائیداد ۲ ۱/۲ بیگھے زمین اور ایک مکان پختہ مالیتی ۳۰۰۰ روپے اور ماہوار آمد مبلغ ۴۰ روپے ہے۔ میں کل جائیداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ ماہوار آمد کا ۱/۱۰ حصہ ماہ بماہ ادا کروں گا۔ اپنی آمد کی کمی بیشی کی اطلاع مجلس کارپرداز میں دیتا رہوں گا۔
العبد۔ سلطان احمد خاں بقلم خود ۲۹ ۱/۵۰ ۔ گواہ شد انوار محمد احمدی سیکرٹری مال امور عامہ راٹھ ۲۹ر جنوری ۱۹۵۰ء۔ گواہ شد غلام احمد ارشد انسپکٹر بیت المال ۲۹ ۱/۵۰۔

وصیت نمبر ۱۳۰۴۱ ق منکہ احمدی خاتون زوجہ محمد تقی صاحب ۲۵ سال ساکن مودہا ضلع ہمیرپور یو۔پی۔ آج بتاریخ ۲۹ ۱/۵۰ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں میری اس وقت جائیداد مندرجہ ذیل ہے۔
زیور ۲۰۰ روپے۔ مہر ۵۰۰ روپے اس کل رقم مبلغ ۷۰۰ روپے کے ۱/۳ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔ میری وفات پر اگر مزید جائیداد بھی ثابت ہو تو اس کے ۱/۱۰ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ الامتہ۔ احمدی خاتون احمدی
گواہ شد غلام احمد ارشد انسپکٹر بیت المال ۲۹ ۱/۵۰ ۔ گواہ شد اسرار محمد احمدی سیکرٹری مال ۲۹ر جنوری ۱۹۵۰ء

وصیت نمبر ۱۳۰۳۱ ق منکہ اعجازی بیگم زوجہ کلیم الدین صاحب عمر ۳۲ سال ساکن لودھی پور ڈاکخانہ شاہجہانپور یو۔پی۔ آج بتاریخ ۷ ۱۲/۴۹ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔
میرا حق مہر مبلغ پانچ صد روپیہ ۵۰۰ روپے اور زیور قیمتی ۲۰۰ روپے کل جائیداد ۷۰۰ روپے ہے اس کے علاوہ ماہوار آمد ۵/- روپے ہے۔ میں کل جائیداد کے ۱/۱۰ حصہ اور ماہوار آمد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔ میری وفات کے بعد بھی جس قدر جائیداد ثابت ہو اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔
الامتہ اعجازی بیگم بقلم خود لودھی پور۔ گواہ شد کلیم الدین بقلم خود لودھی پور
گواہ شد۔ غلام احمد ارشد انسپکٹر بیت المال ۷ ۱۲/۴۹۔

وصیت نمبر ۱۳۰۲۸ ق منکہ سید عبد الرزاق ولد سید عبد الغفار صاحب عمر ۲۶ سال ساکن مونگھیر محلہ سعدی پور (بہار) آج بتاریخ ۱۸ ۱/۵۰ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری اسوقت کوئی جائیداد نہیں ہے۔ ہاں ماہوار آمد مبلغ ۴۰ روپے ہے اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ ماہوار آمد کا حصہ آمد ماہ بماہ ادا کروں گا۔ اپنی آمد کی کمی بیشی کی اطلاع مجلس کارپرداز میں دیتا رہونگا۔ میری وفات پر جسقدر جائداد بھی ثابت ہو اسکے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ العبد سید عبد الرزاق سعدی پور مونگھیر بقلم خود
گواہ شد غلام احمد ارشد انسپکٹر بیت المال ۱۸ ۱/۵۰ ۔ گواہ شد نبیل احمد امیر جماعت احمدیہ ۱۸ ۱/۵۰
~~~~~

احمدیت کی ترقی اور معاندین کا بُرا انجام

از قلم بابو محمد یوسف صاحب خانیاری سیکرٹری تبلیغ جماعت احمدیہ سرینگر کشمیر

(۳)

(گذشتہ سے پیوستہ)

سید حبیب کی رائے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات کے متعلق

(۱) "غرض حیات مسیح ابتداء سے مختلف فیہ مسئلہ رہا ہے۔ اور ایسے لوگ مرزا صاحب سے بہت پہلے موجود تھے۔ جو مسیحؑ کی موت کے قائل تھے ..... لیکن جیسے میں پہلے عرض کر چکا ہوں۔ حیات وممات مسیحؑ کے متعلق ہر مسلمان مطالعہ کے بعد اپنی آزادانہ رائے قائم کرنے میں آزاد ہے۔ اس کی یہ رائے نہ اس کو کافر بنا سکتی ہے نہ مومن" (تحریک قادیان صفحہ ۱۷۲)

مکتبہ جامعہ ملیہ کی طرف سے اعلان وفات مسیحؑ

(۲) "..... دشمنوں کے جواب میں اللہ تعالیٰ کی تدبیر یہ تھی کہ حضرت عیسےٰؑ اور ان کی والدہ مریمؑ کو ایک اونچی جگہ پر پناہ دی جو رہنے کے لائق اور شاداب تھی۔ وہ دونوں اللہ کی نشانی تھے" (نبیوں کے قصے مصنفہ خواجہ عبدالحی صاحب صفحہ ۷۹)

نوٹ:۔ کشمیر اونچی جگہ ہے اور شاداب بھی۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کتاب "مسیح ہندوستان میں" حضرت مسیحؑ ناصری کا ملک کشمیر میں آنا ثابت کیا ہے۔ چنانچہ حضرت مسیحؑ کی قبر محلہ خانیار (سرینگر) میں موجود ہے۔

اشاعت العلوم حیدر آباد دکن کی طرف سے اعلان وفات

(۳) اور حضرت عیسےٰ بن مریم کو بھی اسی مناسبت سے مسیح کہا گیا ہے کہ وہ ایک جگہ جم کر سکونت گزین نہیں رہے۔ بلکہ جب تک زندہ رہے۔ کبھی یہود کے خوف سے۔ کبھی کسی وجہ سے ہر طرف پھرا کرتے تھے" (حکمت بالغہ جلد ۲ صفحہ ۱۳۷)

ڈاکٹر سر محمد اقبال صاحب کی طرف سے اعلان وفات مسیحؑ

(۴) "جہاں تک میں اس تحریک کا مطلب سمجھ سکا ہوں وہ یہ ہے کہ مرزائیوں کا یہ عقیدہ کہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام ایک فانی انسان کی مانند جام مرگ نوش فرما چکے ہیں۔ نیز یہ کہ اُن کے دوبارہ ظہور کا مقصد یہ ہے کہ روحانی اعتبار سے ان کا ایک مثیل پیدا ہوگا۔ کسی حد تک معقولیت کا پہلو لئے ہوئے ہے" (مجاہد ۱۳ فروری ۱۹۳۵ء)

مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری کا حضرت عیسےٰؑ کے آسمان پر جانے کا عقیدہ سے انحراف

(۵) "حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آسمان پر جانے سے یہی مراد ہے کہ وہ محفوظ جگہ جا پہنچے۔ اس سے بھی خدا کا محدود المکان ہونا کیونکر لازم آیا" (ترک اسلام صفحہ ۹۴)

علماء جامعہ ازہر مصر کی طرف سے اعلان وفات مسیحؑ

(۶) "جسقدر آیات اس بارے میں وارد ہوئی ہیں۔ ان سے پتہ چلتا ہے کہ اللہ تعالےٰ نے عیسےٰ علیہ السلام سے وعدہ کیا تھا کہ وہ انہیں وفات دے گا۔ اور ان کا رفع (روحانی) کرے گا۔ اور انہیں کافروں سے بچائے گا اور یہ وعدہ پورا ہو چکا۔ نہ انہیں ان کے دشمن قتل کر سکے اور نہ صلیب دے کر مار سکے۔ لیکن اللہ تعالےٰ نے انہیں وفات دی اور ان کا رفع کیا" (رسالہ والرسالۃ ربیع الثانی ۱۳۶۱ھ)

مولانا سید ابو الاعلیٰ مودودی صاحب کا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات و وفات پر بحث سے معذرت

(۷) ابن عربی صاحب احمدی نے جماعت اسلامی کے امیر مولانا مودودی صاحب کو ان کی تصنیف "تفہیم القرآن" میں توفی اور وفات مسیحؑ کی بحث پڑھ کر ان کو مفصل خط لکھا تھا جس میں ابن عربی صاحب نے قرآن شریف۔ احادیث صحیحہ اور لغت عرب سے حضرت عیسےٰ علیہ السلام کی وفات ثابت کی ہے۔ لیکن مولانا صاحب نے اس مراسلت کے سلسلے میں ان سے مستقل معذرت چاہی مولانا صاحب کے خط کی نقل حسب ذیل ہے:۔

جماعت اسلامی پاکستان اچھرہ
مورخہ ۴ جولائی ۱۹۵۲ء

نمبر ۶۴۳/۱۷ ۔ مکرمی ومحترمی۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ

"آپ کا عنایت نامہ مورخہ ۲۷ جون موصول ہوا۔ مولانا آپ سے مراسلت کے سلسلہ میں مستقل معذرت چاہتے ہیں"۔

خاکسار
غلام نبی

برائے مولانا سید ابو الاعلیٰ مودودی

ہمیں تبلیغ کے سلسلہ میں کئی مولوی صاحبان سے حضرت عیسےٰ علیہ السلام کی حیات وفات پر تبادلہ خیالات کرنے کا موقعہ ملا ہے۔ لیکن وہ اب اس مسئلہ کی طرف نہیں آتے۔ کہتے ہیں کہ "عیسےٰ علیہ السلام زندہ ہیں یا مردہ۔ یہ مسئلہ ایمانیات سے نہیں۔ اس قسم کے فروعی مسائل میں بحث کر تضیع اوقات نہ فرمایئے" میں پوچھتا ہوں کہ اگر اس مسئلہ کی کوئی اہمیت نہ تھی تو پھر علماء سوء نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر کفر کے فتوے کیوں لگائے تھے؟۔ بات دراصل یہ ہے کہ مسئلہ زیر بحث نہایت ہی اہم ہے۔ کیونکہ عیسائی جب مسلمانوں کو عیسائیت کی تبلیغ کرتے ہیں۔ تو وہ کہتے ہیں کہ دیکھو تم مانتے ہو کہ:۔

(۱) حضرت عیسےٰ علیہ السلام آسمان پر زندہ موجود ہیں۔

(۲) وہ امت محمدیہ کی اصلاح کے لئے آخری زمانہ میں تشریف لائیں گے۔

(۳) انہوں نے حقیقی پرندے بنائے اور

(۴) حقیقی مردے زندہ کئے۔ وغیرہ وغیرہ جو کسی نبی سے نہیں ہو سکا اور آخری زمانہ کا فتنہ جو ایک بڑا فتنہ ہے کے فرو کرنے کے لئے یسوع مسیح آسمان سے تشریف لائیں گے۔ اس لئے وہ سب سے افضل رسول ہیں۔ لیکن اگر ان کو دلائل حقہ سے بتلایا جائے کہ یہ سب باتیں غلط ہیں تو پھر عیسائیوں کو ہرگز جرأت نہ ہوگی کہ ان باتوں کی آڑ لے کر مسلمانوں کو عیسائی بنائیں کیونکہ لاکھوں مسلمانوں کو اس وقت تک عیسائی بنایا جا چکا ہے۔

اس میں کوئی کلام نہیں کہ قرآن مجید میں خلق الطیور کو حضرت مسیحؑ سے منسوب کیا گیا ہے۔ مگر اپنے حقیقی معنوں پر محمول نہیں۔ مثلاً اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

قل اللہ خالق کل شیء وھو الواحد القھار (رعد ع ۱)

خلق کل شیء فقدرہ تقدیرا (فرقان ع ۱)

ھل من خالق غیر اللہ (فاطر ع ۱)

ایک اللہ ہی ہر چیز کا خالق ہے۔ وہی قہار ہے۔ اس نے ہر چیز کو پیدا کر کے اسکے لئے ایک اندازہ مقرر فرمایا (اے مشرکو) خدا کے سوا بھی کوئی خالق ہے؟ یعنی ہرگز نہیں؟ ایسی ہی بیسیوں آیات اس شرک آلود خیال کو رد کر رہی ہیں۔

جو شخص حقیقی طور پر مر کر اس دنیا سے گذر جاتا ہے اور ملک الموت اس کی روح کو قبض کر لیتا ہے وہ تو ہرگز واپس نہیں آتا۔ چنانچہ اللہ تعالےٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے۔ "فیمسک التی قضی علیھا الموت" "ولا الیٰ اھلھم یرجعون" (سورۃ یٰسین رکوع ۳) "حرام علی قریۃ اھلکناھا انھم لا یرجعون" (سورۃ الانبیاء رکوع ۷)

قرآن شریف میں اللہ تعالےٰ فرماتا ہے ورسولا الیٰ بنی اسرآئیل (سورہ آل عمران ع ۵)

اور حضرت مسیح علیہ السلام خود بھی فرماتے ہیں کہ میں بنی اسرائیل کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کے سوا اور کسی کے پاس نہیں بھیجا گیا (انجیل متی $\frac{15}{24}$) علاوہ ازیں وہ تو تورات کے حامی تھے۔ اس صورت میں وہ ساری دنیا کے رسول کیونکر ہوں گے؟ اور اس آیت کو مولوی صاحبان کیسے پڑھیں گے ؎

غیرت کی جا ہے عیسیٰ زندہ ہو آسمان پر
مدفون ہو زمین میں شاہ جہاں ہمارا

آخر میں مولوی صاحب سے عرض کروں گا کہ اس گمراہ کن اور شرک آلود عقیدہ سے دستکش ہو جائیں ؎

کیا شک ہے ماننے میں تمہیں اس مسیح کے
جس کی مماثلت کو خدا نے بتا دیا
حاذق طبیب پاتے ہیں تم سے یہی خطاب
خوبوں کو بھی تو تم نے مسیحا بنا دیا